

دلچسپ اور نئی نثر کہانوں کا مجموعہ

ماہنامہ جانی ڈائجسٹ

اکتوبر 2012

میری جانی

قیمت
60
روپے



جدید کتابیں

قانون کی سرکاری کتابیں کی تصانیف
بلوچانہ کی سرکاری کتابیں کی تصانیف



نور علی

نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک
نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک



مفت نیک

نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک
نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک



نور علی

نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک
نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک



نور علی

نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک
نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک



نور علی

نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک
نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک



نور علی

نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک
نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک



نور علی

نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک
نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک



نور علی

نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک
نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک



نور علی

نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک
نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک



نور علی

نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک
نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک



نور علی

نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک
نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک



نور علی

نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک
نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک



نور علی

نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک
نور علی اور ان کے جہل... مفت نیک

میں سے دوستوں کو اس پر حیران و شگفتہ بنا دی تھی۔ کیا کہا جا سکتا ہے کہ ان میں سے ایک نابالغ صاحب کی بھی یہی عمر تھی۔ ایک نابالغ صاحب نے اپنے قصور پر غصے میں کہا: "اے نابالغ صاحب! تیرے لیے یہ کتنا کڑا سبق ہے۔ یہ سب کچھ میرا قصور نہیں بلکہ تیرا ہے۔"

جنگ سے پہلے ہی میں نے ایک "شہ" اگست اس وقت سے یاد ہے۔ نابالغ صاحب اس کی جیت کا لڑ رہے تھے۔ میں نے ان کی خاطر بہت اچھا کیا ہے۔ وہ میرے کہاؤں میں ہی گناہ کرتے تھے۔ سب سے پہلے ان کے چہرے پر ایک بڑا زخم تھا۔ اس زخم پر میرے ہاتھ سے دیکھ کر نابالغ صاحب نے کہا: "میں نے تم کو اتنا ہی نہیں کیا ہے جتنا تم نے مجھ کو کیا ہے۔"

اس واقعہ کے بعد نابالغ صاحب نے اپنی "شہ" میں سے ایک نابالغ صاحب کو لے کر آیا۔ وہ ایک نابالغ صاحب تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک گولہ تھا۔ اس نے کہا: "میں نے تم کو اتنا ہی نہیں کیا ہے جتنا تم نے مجھ کو کیا ہے۔"

اس واقعہ کے بعد نابالغ صاحب نے اپنی "شہ" میں سے ایک نابالغ صاحب کو لے کر آیا۔ وہ ایک نابالغ صاحب تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک گولہ تھا۔ اس نے کہا: "میں نے تم کو اتنا ہی نہیں کیا ہے جتنا تم نے مجھ کو کیا ہے۔"

اس واقعہ کے بعد نابالغ صاحب نے اپنی "شہ" میں سے ایک نابالغ صاحب کو لے کر آیا۔ وہ ایک نابالغ صاحب تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک گولہ تھا۔ اس نے کہا: "میں نے تم کو اتنا ہی نہیں کیا ہے جتنا تم نے مجھ کو کیا ہے۔"

اس واقعہ کے بعد نابالغ صاحب نے اپنی "شہ" میں سے ایک نابالغ صاحب کو لے کر آیا۔ وہ ایک نابالغ صاحب تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک گولہ تھا۔ اس نے کہا: "میں نے تم کو اتنا ہی نہیں کیا ہے جتنا تم نے مجھ کو کیا ہے۔"

اس واقعہ کے بعد نابالغ صاحب نے اپنی "شہ" میں سے ایک نابالغ صاحب کو لے کر آیا۔ وہ ایک نابالغ صاحب تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک گولہ تھا۔ اس نے کہا: "میں نے تم کو اتنا ہی نہیں کیا ہے جتنا تم نے مجھ کو کیا ہے۔"

اس واقعہ کے بعد نابالغ صاحب نے اپنی "شہ" میں سے ایک نابالغ صاحب کو لے کر آیا۔ وہ ایک نابالغ صاحب تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک گولہ تھا۔ اس نے کہا: "میں نے تم کو اتنا ہی نہیں کیا ہے جتنا تم نے مجھ کو کیا ہے۔"

اس واقعہ کے بعد نابالغ صاحب نے اپنی "شہ" میں سے ایک نابالغ صاحب کو لے کر آیا۔ وہ ایک نابالغ صاحب تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک گولہ تھا۔ اس نے کہا: "میں نے تم کو اتنا ہی نہیں کیا ہے جتنا تم نے مجھ کو کیا ہے۔"

اس واقعہ کے بعد نابالغ صاحب نے اپنی "شہ" میں سے ایک نابالغ صاحب کو لے کر آیا۔ وہ ایک نابالغ صاحب تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک گولہ تھا۔ اس نے کہا: "میں نے تم کو اتنا ہی نہیں کیا ہے جتنا تم نے مجھ کو کیا ہے۔"

اس واقعہ کے بعد نابالغ صاحب نے اپنی "شہ" میں سے ایک نابالغ صاحب کو لے کر آیا۔ وہ ایک نابالغ صاحب تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک گولہ تھا۔ اس نے کہا: "میں نے تم کو اتنا ہی نہیں کیا ہے جتنا تم نے مجھ کو کیا ہے۔"

اس واقعہ کے بعد نابالغ صاحب نے اپنی "شہ" میں سے ایک نابالغ صاحب کو لے کر آیا۔ وہ ایک نابالغ صاحب تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک گولہ تھا۔ اس نے کہا: "میں نے تم کو اتنا ہی نہیں کیا ہے جتنا تم نے مجھ کو کیا ہے۔"

اس واقعہ کے بعد نابالغ صاحب نے اپنی "شہ" میں سے ایک نابالغ صاحب کو لے کر آیا۔ وہ ایک نابالغ صاحب تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک گولہ تھا۔ اس نے کہا: "میں نے تم کو اتنا ہی نہیں کیا ہے جتنا تم نے مجھ کو کیا ہے۔"

اس واقعہ کے بعد نابالغ صاحب نے اپنی "شہ" میں سے ایک نابالغ صاحب کو لے کر آیا۔ وہ ایک نابالغ صاحب تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک گولہ تھا۔ اس نے کہا: "میں نے تم کو اتنا ہی نہیں کیا ہے جتنا تم نے مجھ کو کیا ہے۔"

[illegible][illegible]

بہروپ کاراجا

اسد عقیل

کاغذی، شعلوں اور خوشی و غم، میں کب کوئی دواؤں پڑ جائے... اس کے لئے وقت کی حد مقرر نہیں... محبت... جذبات اور رشتوں کی بنیادوں میں ایک دوہرے پر اعتماد و اعتبار کی خط ہو جاتی ہے... اریب نور غلاف پرستی کا معمولی سا خیال بھی اسے ہلا دیتے ہیں کہ اسے کاش یہ... حرص و ہوس اور چاہانہ سواج رکھنے والے افراد کا غرور و تکبر... جن کے نزدیک زندگی صرف جیتے کا نام تھا... وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ ان کے لیے ایک دن پار کا بھی مقرر تھا... پھر اسے معاشرے اور انسانی تعلیمات میں تبدیلیوں کے نشیب و فراز...

مرزا شمس جنگ تنگ چنگیری، ناک و دھڑھلی روزنامہ "حقیقت سارا" صرف توپ صاحب نے حادثے کے مطابق اپنی کرنی کو ایک موافق درجے کے ذریعے پر گھمایا تو یہ پڑتا ہوا اگلے ضروری نہیں رہا کہ اب وہ کیا کرے گا اسے ملے۔ انہوں نے سنن پیچے والی کھڑکی کے دونوں پت کھول کے کچھ پر محفل سے صرف گردن باہر نکال کے دیا پھر ایک طاقتور گاہک اور بھروسہ کوئی کرخون کی طرح اس بیک گاڑی دیا جہاں کے میں میں پرلی طرح بھر چکی تھی... بارہ سالے والے ایک پان کو وہ آدھے تھکے سے اسے منے کے کمر میں گھٹ دے رہے تھے۔

اس قید اور داغ رسولی کی طرح بدنامی کے مطالعے کے والے بڑے انہی کی بے گناہ کے چہرے اور اس کا غرور، اس کے داغ، غلی علی علیہ دیکھنے والے ناک تک نصف سافٹ بھی ملے نہ تھے۔ انہی کو توپ صاحب مراد میں لے کے کوئی بوسہ کر چکے تھے کہ اب کوئی ناکہ نہ اٹھ کے کسی دور میں یا

خود میں سے بھی دیکھتا تو اسے پانچ منزلہ عمارت کی پکاس کھڑکیاں ایک سیڑھی کے کنارے نظر آئیں۔ کھڑکی پر چرے تار سے شرمگم کے دو بھر سے روہر ہوئے تو شمس نے بڑے کے اردو کے کہا۔ "توپ صاحب... آپ کو شرم نہیں آتی؟" توپ صاحب کی سیڑھی کی طرح تھے جو اڑا دے وہی ہو۔ آئی تھی یہ تو رہا... اب کیا بات ہوگی؟ آئی... وہ کیا فرما رہے تھے اسے علامہ اقبال نے سہجہ جس نے کی شرم... اس کے چہرے پر کہ۔

"خدا کا... اسکا ماحولیت کی بات علامہ مرحوم کیسے فرماتے تھے؟" انہوں نے کسی ماہر ڈاکٹر کی طرح تاک کہ نکلنے لیا اور اس کی کھڑکی پر لگا کر شمس نے کیا مایوس رہے جو مسلسل اس کی ناک کا مستحق ہوئی تھی۔ "تھیں... انہوں نے نہ کسی... بیخ صدی لے گیا ہو گا... کسے لے گیا ضرور ہو گا... بزدل

[illegible]

کے لیے دلا دینا کی بجائے کر دینا ہے۔۔۔
 "اسے میرا دماغی تھیں۔۔۔ میں نے کہا۔
 "تو بھگن نہیں، جب جانے گا ان کی طرف
 ایک بلک کر رہے تھے۔۔۔ دماغی صدمہ ایک دوسرے کے
 خلاف یا دشمن نہیں ہوتے۔۔۔ ایک نے دوسرے کے
 راز دار بنایا۔۔۔ پہلے پہلے میں تو یہ سمجھتا تھا کہ
 میرے سامنے اس لاکھ کے خلاف کیا تھا۔۔۔ ہاتھ کی
 خوش قسمتی اور اسی طرح اس لاکھ کے راز نگار تھی۔
 طاقت میں سے کیا طاقت ہے میری کیا نہیں ہے اور

مجھے خبر تھی کہ میں اس کی روٹی میں شے دے کر دے گا۔۔۔
 میں بڑی سی کسی چکر میں پڑا تھا جہاں تاجا تھا جس سے
 میرے کیریکٹر کی ایک ہی طرف آئے۔۔۔ ایک ایک اپنے
 بعد دماغ میں غائب ہو گئی تھی طاقت حسین کی جیسی کوئی
 حیران کر دے۔۔۔ ایک سچے بار مجھے شام کے ایک ایک
 میں جاتی تھی۔۔۔ میرے حوا میں مستحق حیران کی اور
 دو چار سو ڈالر ڈالیں جو کارڈ اور دفاتر کا سامان کے لیے
 دیکھی سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔۔۔ مجھ سے زیادہ دماغ دے۔

[illegible]

آئی... جب مجھے یہ خوش فہمی ہونے لگی تھی کہ کتنی خوش قسمت ہوں رہی گی۔"

ایک ایک دوسری طرف سے سسکیاں لینے لگی اور اس کی آواز بھی ٹھیک ہو گئی۔ "مجھ سے جو کہتا ہے میرے سامنے آئے کہ... مجھے گناہاں دو مجھے بدن... میں تم سے کچھ نہیں کہوں گی... مجھے اپنے سارے جرائم کا اعتراف ہے... تم سے بیکار مجھے کوئی جانتا ہے... یا جان سکتا ہے... کچھ تو یہ ہے کہ مردوں کی اس سفاک دنیا میں جو صورت کو گھنہ بھر کی طرح استعمال کر کے چھپک رہی تھی، تم نے مجھے یہاں پہنچا دیا یہاں تمام کچھ تھا... تم دل سے اچھے آدمی تھے... میں تم نے جہاد کی فہم نہیں کی تھی۔"

"کیونکہ تمہارے جرائم بیکار اور تھے۔"

"میں اچھے آدمی کے کہتی ہوں... لیکن مجھ کو بدل... اس وقت مجھے دعا کی تم بچا سکتے ہو۔" اس نے لگیوں سے دعا شروع کر دیا۔

وہ اداکاری کرتی رہی تھی... لیکن اس وقت اداکاری نہیں کرتی تھی... اسے آپ بھرتی نہیں... ہر شریف مرد کی کڑوہی کی بھرتی کدو خوب صورت صورت کی شکل یا غروالی آنکھوں میں آنسوؤں کے موتی نہیں دیکھ سکتا... دیکھنے تو یہ موتی اس کے دل پر عذاب کے قطرے ہیں کے کرتے تھے۔

"بزدل... تم جن کو کہہ رہا ہو میری بات؟" اس نے سسکی لے کر کہا۔

"مجھے تو سنو... لیکن یہ فون ہے... اس کی بٹری میرے جیسے کی طرح جواب دے رہی ہے۔" میں نے کہا۔

"اسی لیے تو میں نے نہیں پایا تھا۔"

"ہاں... تمہارے لہا صاحب نے تمہارا پیغام بلا سے موٹا طرح سے مجھ تک پہنچا دیا تھا... سبحان اللہ... باپ تم فرادہ میں سر کے بل دوڑتا ہوا کہاں آؤں۔"

"میں اپنی اس فہم نہیں کی۔"

"اچھا... پھر تو مجھ میں صرف آدمی سمجھ میں دو ناگوں پر پہنچا ہوں... میں پریش کلب میں ہوں۔"

"میں بھروسہ نہیں ہوں... یہاں تو میں کونسا کھانے آئی تھی... یا کھانے میری اس کتاریب تھی ہے۔"

میں بھونچکا رہ گیا۔ "بھروسہ اس بارے میں مجھے نہیں ہری سے بھی آگے... جہاں صرف برف اور درخت ہوں کی۔"

"پارہمیں معلوم ہوتا ہے... اس موسم میں یہاں کچھ بھیکار اور کافٹریں دیکھ رہی تھیں... یہاں تو ہوتے تھے... پانی پینس اور پینس کپڑوں کو رعایتی نرخ پر کافٹریں ہاں اور کرے ل جاتے تھے... وہ اس سے فائدہ اٹھاتے تھے... اس کے علاوہ... یہاں مارچ سے یہاں موسم شروع ہوتا ہے... غواہ اس پاس برف ہو اور سردی طبع ہو کر درخت اپنا روپ بدل لیتے ہیں... بڑے اور پھول نمودار ہونے لگتے ہیں... اور یہ عقیدہ آجکل ہوتا ہے اور ہے۔"

میں نے کہا۔ "او کے... او کے... میرے فون کی بٹری حریف سحر کی ہے پہلے تو فون سے کی... میں آتا ہوں۔"

"سنو... اپنی اس ڈاکٹر صاحبہ کو بھی لے آؤنا ساتھ۔"

میں نے کہہ کے کہا۔ "آخر تم کیوں چاہتی ہو کہ میرا حریف شریف وہاں کی بھلائی پر رہے... یہاں برف گرلی ہے... ایک بار سے... دوسری دکان سے کی... پھر وہی ہو گا بھول بیٹا سر... احمد لیبل کے کرتے آؤ زار ہاں۔"

"کیوں غور کو بدل ثابت کرنا چاہتے ہو؟" وہ کی طرح وہ جو کہ تمہارے ساتھ رہتی ہے... غور و کار کے لیے کوئی جسم نہ تو اس کا کہیں لگانا ہوگا۔"

"دار... اس ڈاکٹر صاحبہ نے مجھے حاضری نہیں... تاکہ بھی کیا... دیکھتے تم اگر نہ کہیں اب بھی میں اسے ساتھ لانے کی کوشش ضرور کرتا... ہمارے علاوہ صاحب فرما گئے تھے... اچھا بھلا بدل کے ساتھ رہے یا ہاں میں... مجھے بھانا چاہا تو بھلا۔" میری پانی بات اور حریف سحر کی بٹری کے خلاص ہو جانے سے خلاص ہوئی۔

"یا اللہ... بٹری اس بدل کو کھال ہونے سے بچا۔"

میں نے پریش کلب سے باہر آتے ہوئے دعا مانگی... جس کے ایک ہاتھ میں کچر ہے تو دوسرے میں بھری... میں نے دعا مانگی۔

☆☆☆

میرے لیے وہ کی یاد کار کا مینا جاکا سحر تھا یا کوئی مسکین خواب تھ جس کی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا... ایک طرف دھوکے میں وہ چٹان سی تھی جس کے اوپر سے چڑھ کر آ جاؤ طرح ہو رہا تھا... دوسرا میرے سامنے سارے کے روپ میں سوچا تھا... میں سحر میں ایک حرکت محتاط مسدود تھی جس کی نوم مار لیتا تھا اسے فون میں آ کے نوٹ رہی تھی۔

صاحب نے بگڑا کر کہا۔ "ایسے کیا کرنا ہے؟"

33 اکتوبر 2012ء

ہے... تو نازدگی عورت ہے... اس کا تہ میرے جیسا
چراغ خاک کرے گا... ایک دین اور تم بھی ہا جسے خاتون
کر سکتی ہے۔"

نئے حلقے سے منکرا کے کہا۔ ”ابھی کھانا شروع
رہ کھانے کے بعد کی بات کر رہا تھا۔۔۔“

پانچ اورپ کی رقم مل کر کے پدم اکیس سو
ہوا ساٹس ہمال ہوا... تکرے پانچ سو پانچ سو
کے جاتے... میں نے دل ہی دل میں خدا سے
پانچ سو پانچ سو

[illegible]

بہت دیر سے میں نے آخری بار چرم کے ساکرو
پائس کے جوتا پہنے اور چھڑا تو میرے دل میں جدت کے
مسند کا جھرا ہوا گھٹن پاؤں میں دھڑکتا ایک بار بھر میں
میں صحتیوں میں سے کسی کا شعرا گھے کی سادہ سے جوتے پہنا
چکے۔ لیکن اب میں اپنا کھڑا کر رہا تھا گا۔ اگر کسی
شہر داخل کے لیے۔۔۔

میری چھڑی گل کرنے کے بعد مجھے خیال آ گیا کہ میں
تو تانے میں آ گیا کا تو کھینچ لی گئی۔ اور یہی نہیں
ایک چمک آفراس کے قابو ہو جانے کے شریر ہمارا کام
کیا۔۔۔

قلعہ میں بیٹھ رہی۔۔۔

مجھرا پاؤں پر دھکا مری جانے والوں کی رعایت
ہے۔ اس کا ایک صندوق شہر میں ایک آگ ہے۔۔۔ اور
زیادہ تر صندوق اپنا بکڑا کھانا اور چائے کی جگہ پر
سوقات گئی اور گھسی گئی۔۔۔ کو لوگ ہمارے آگے
والے قدرتی قبضے کے پاؤں سے گاڑا بھی رملواتے
ہیں۔۔۔ گرتا ہوا کی سسٹن لے کر کھڑکوں پر آگن میں
سکھ چکی ہیں اور یہ موصول ہو رہے ہیں۔۔۔ میں نے ہانپاں
فیروزاں کی۔۔۔ ہم کھڑا پاؤں کی گھسی۔۔۔ میری ایک ایک گھسی۔۔۔
دھکے میں بھرنے۔۔۔

میں شہر پر نکلے سے یہ اتھکا تھا۔۔۔ کوگی کی پاؤں حلوں
کا کینچن کی گھسی گئے تھے چھاس اس اعلیٰ سے بہت کم ایک
گئے تھے۔۔۔

سنگ کا رتے حمار سے تھری کا پر یہ نظر آ رہے
ہوئے ہر جہاز ہمارے آگے ایک تھری سطح گھروں والی
جگہ تھی جو دونوں جانب کے سریز چاہیے سنگ نے دونوں
کی۔۔۔ مرگ۔۔۔ دونوں طرف کو دفع ہوتے تھے غیب
صوت کا تھیں کھانے کے گروہیوں کا چاہیے ایک بار کو
خود رہا تھا۔ ایک خالی لان کی سطح گھروں تھری کو
ترجیب سے رکھ رہا تھا۔۔۔

دونوں شادی؟

حمار نے اس واقعہ کو حیات سے چھیل لیا۔۔۔ بہت
جلد۔۔۔ یہ ہے ہمارا ذاتی مسئلہ ہے۔۔۔

ہانپاں نے دھڑا پاؤں اور تھری کو۔۔۔ اس۔۔۔ ہا پرتو
لوگ اسے ذاتی مسئلہ پر رکھتے ہیں۔۔۔ شادی کا دوگ ٹھہرا
پائے۔۔۔ اب ہا پرتو ساری رہا پر ایک سیما پڑتا ہے۔۔۔
سلاخ نہ تھیں کھانے کے ہا پرتو۔۔۔

حمار نے اسے اسحق کرتے ہوئے جمالی حلو
کیا۔۔۔ ہمارے ہا پرتو سے ملنے کی طرف تھیں ایک ہی خوب
سے ہمارے ہا پرتو کیان کی گھسی۔۔۔

اس نے کہا: "میری کراں کسے چھوٹوں کو دینا... میں جس میں کسی سولہ کی... کو اپنی کراں میں آ کر آئے گا۔"

میں نے اپنی غریبی کو بستر کا کہا: "خدا ہے۔"

صاحب اس بچوں کی چار بیویاں پر دھڑلے والی فواد کی ڈیو کوں کا رکھنے پر بیگم خدا... حضور پر میری سرت

صاحب نے ایک اور بھریا اس ستر کا کہہ چکے ہیں گاڑی ہو کر اور ستر خود اس کے ساتھ آدھیں سے لئے لڑکی جو بڑا دے کی آخری بیوی میرا پر میرا رہی کرنے کے لئے کوئی... میں سو فیصد میرا بھاری ہے کہ کسک اس کے گاڑی میں... میں راز میں ہے آرت ہوگی... صاحب نے ہاتھ کر ڈھانکا میرا کوئی اس کے ساتھ لے چکے ہیں کیونکہ

میں نے فوراً مخالفت کی: "ان باتوں سے میرا کوئی نہیں بھرنے والا... ہاں تو نہیں... کہ اس مادرات کے بارے میں میں کیا جاؤ... یہ کہنے لڑ... کہ ۱۲۱۱" صاحب نے کہا: "تو اسے صحیح بات سے پوچھا۔" ان کا مطلب ہے کہ یہ بیویاں کیسے ہو کہ ہوگی... بھلا غرض ہوگا؟"

میری دہائی ہے مانگت فائیت میں... یہاں کی حضور کوئی ہے... یہ بھری کے بھریا اس کا گھر دی تو ہمہ سے... میں نے ملک فرحت سے کہا: "میں کسی کی خوشی ہے تمہارے میں کی؟"

ان کی ہوتی خوشی اس کے ساتھ کی... لیکن

[illegible]

یہ سب کچھ سن کر وہ بے حد غصہ ہوئی۔ اس نے کہا: "میں نے تم کو یہ سب کچھ بتایا تھا، مگر تم نے اسے نہ مانا۔ اب تم کو اس کی سزا ملے گی۔" اس نے کہا: "میں نے تم کو یہ سب کچھ بتایا تھا، مگر تم نے اسے نہ مانا۔ اب تم کو اس کی سزا ملے گی۔" اس نے کہا: "میں نے تم کو یہ سب کچھ بتایا تھا، مگر تم نے اسے نہ مانا۔ اب تم کو اس کی سزا ملے گی۔"

[illegible]

تھا۔ یہ چنگ اچھائی تر سکون تھی۔ جنی شہوں میں اب تک ڈانچوں کی آدھی گز رہی تھی وہ سب کھلی آوازوں کے جھل سے جھٹ اور نورادو دھنچے کی حرارت کا اس قدرت کے حسن سے کہا حوالہ جہاں ہنر تھا۔۔۔ نیلے آسمان کی بے پناہ وسعت تھی۔۔۔ باہروں کے کاڈواں تھے جو دواڈاے کھلے پا کے اندر کھس آئے تھے۔۔۔ او چلنے پر پھٹنے والی پہاڑوں کی برف تھی۔

شاہی کو انکی صرف ایک بھڑکی گوراما تھا کہ ہاتھیں کا شوہر غالب ہو گیا۔ وہ مدت کو اس کے ساتھ تھا۔ جگہ نہیں تھا۔ بلکہ کچھ ہونے سے پہلے ہی اس کی جگہ خالی تھی۔ اس نے کوئی بیٹا نہ پیدا کیا تھا۔ اس کا خون بند تھا۔ اس نے انکی کوئی بات نہیں کی تھی جس سے اٹھا نہ ہوتا کہ وہ ہاتھیں کو چھوڑنا چاہتا ہے۔ چھوڑنا ہوتا تو وہ ایک کروڑوں کے ساتھ رہتا اور چلا جاتا۔۔۔ لیکن وہ ہاتھیں سے شادی کر کے بہت سطشیں تو بہت خوش تھا۔۔۔ وہ اپنے آٹے اپنے بچے کی بائیں بھی کرتا تھا۔۔۔ کہتا تھا کہ جو سب قدرت کے کھیل ہیں۔۔۔ ہرگز سے آسمانوں پر چلا جیتے ہیں۔۔۔ میں بھی جھک رہا تھا وہ دم بھی۔۔۔ ہم دونوں اس کے حوالے مستقیم پر چلے گئے۔ ایک وقت پر یہ خود بخود دیکھے ہو گیا۔

شاہی ہاتھوں کی کہانی کا نصف سے ڈانچہ خرواں کی زبان سے یہاں ہوا۔۔۔ اس میں میرے اپنے تجربات اور مطالعات بھی شامل ہیں۔ میں نے یہاں آنے سے پہلے ساحل کو کب تک جھانکا تھا۔ اس کے بازو دھنچے کی گوراما کہ وہ چھوڑ گیا اور چاہا اس ملک میں جھکا ہو چکی تھی کہ میں نے اپنے اور ہاتھوں کے مراسم کی جو کہانی سنائی ہے اس میں سارا کچھ نہیں تھا۔ وہ وہ میں کتنا پانی ہے یا پانی میں کتنا وہ ہے۔ یہ اسے میری جگہ سے اٹھانا چاہیے گا۔

ہاتھوں نے آسمان بھی بہت بہانے۔۔۔ ساحل کے خروید و سوسے تھے یا گھر میں دالے آسوتے۔۔۔ پھٹکڑی سے خروار ہو کے چائے کے دھنچے کی ہر راز میں چادی والی۔۔۔ کھلے کوئی شک نہیں تھا کہ ہاتھوں جو بنا دلی ہے کچھ ہے۔۔۔ ظاہر ہے ساحل بحال اس کے بڑھ گیا تھا۔

رات کے کھانے کے بعد جب سردی ہمارے لیے ناقابل برداشت ہو چکی تھی، ہم ایک پراں سا گلیں اور ایک روم میں کافی بنا دیے تھے۔ اور ہمیں کے بیڑے بڑی آسودگی بکس ضرورت کی نصیب ہوا کہ تھی۔ دیکھتے میں ہیں لیکن تھوڑے گھر میں ہمیں کھس کوئے ایک دوسرے ہوں لیکن یہ آتش فشاں کے گرد لڑے تھے۔

میں نے اس پرانی گلی کی آرائش کو بہت سراہا۔۔۔ شاہی کا روبرو ہوا۔۔۔ اس میں خدا ایک منزل قدرت کی گزری تھی جو برف ہادی کی وجہ سے یہاں کی ضرورت تھی۔۔۔ پھر ہونے والی برف خود ہی کچھ کھل چالی تھی۔ اس میں ہمیں بڑے دوسرے تھے جن میں سے ایک باہر کی طرف گھومتے چلے گیا تھا۔ اور ایک روم میں قیامت فریخہ اور سادہ آرائش۔۔۔ تھوڑے اور نورادو سے گھرا ہوا تھا۔ اس سے زیادہ کچھ دواڈا تھا جس میں ہم بیٹھے تھے۔۔۔ اس میں دواڈا آتش ہیں تھے۔ ایک مشرقی اور اوشی دھڑا مغربی سمت میں۔۔۔ دونوں کے گرد ہم داڑے میں ہونے لگے ہوئے تھے۔۔۔ حضرات اگر چاہیں تو ہم انہیں سے ایک اپنی محل چاہتے تھے۔

میں نے کہا۔۔۔ "ہاتھیں۔۔۔ اس کوئی کا نا تک مرفراؤ کا دوست ہے۔ تم نے اسے بتایا۔۔۔ وہ یہ کہاں آج کل؟"

"گراہی میں۔۔۔ لیکن میں نے توں کو توہ آہا تھا۔"

"اور چاہی کیا؟" میں نے جواب دیا تھا۔

"وہ سارے کام چھوڑ کے آیا تھا۔۔۔ توں کرتا رہتا ہے۔"

میں نے کہا۔۔۔ "یہ پس گور ہا ہر بھی کھوادی ہو گی؟"

"دو ایک قانونی ضرورت تھی۔۔۔ بتائی تو خود بعض جانی۔۔۔ میں نے کچھ اٹھا دیا۔۔۔ جہاں جہاں سے معلوم کر سکتی تھی۔۔۔ سب سے بڑھا۔۔۔ سب نے کہا کہ ابھر تک دیکھو۔۔۔ کیا چاہا تو گرتے پھرتے گھس گیا ہو۔۔۔ اپنے دھڑکے لیے کئی پہاڑ کو سر کرنے چاہا ہو یا آخر کیا ہو گی دلی میں۔۔۔ میں انکی ہی اتنی سیدھی باتیں۔۔۔ گھس گئے تھیں اپنے کے لیے۔۔۔ میں جانتی ہوں کہ سب نے یہاں تو کچھ نہیں۔ اس سردی میں کون ہاگ دات کے ساتھ میں جگہ پھر میں گھس جگہ پہاڑی دگر کرنے کا سوچے گا۔۔۔ وہ کھس جاتا تو کھس داتا کہ نہ جاتا۔" اس نے پھر رونے کی تھوڑی کی۔

میں نے کہا۔۔۔ "لاڈو پلڑے۔۔۔ رونے سے مسئلے حل نہیں ہوتے۔۔۔ جو نہیں نے کیا کیا؟"

"پچھلے تو انہوں نے کھسے جانی دیا کہ چھٹیں کھسے تو خود جاتے۔۔۔ وہ۔۔۔ کھسار خوب ہے۔۔۔ قدام یا کوئی بچہ نہیں۔۔۔ پھر بتاتے تھے جہاں چاہے جا سکتا ہے۔۔۔ چھٹیں کھسے بعد ہر سونے کھس انہوں نے دھڑکے گھر لی اور اس کے بعد سے کھس پر چٹان کوہ ہے تھا۔"

"اس ملک کا انداز کر رہے ہیں کہ خود ہم نے اسے کھالے لگا دیا ہے۔۔۔ میں آفا کے ساتھ میں کر؟"

ساحل نے سرخ پا کے کہا۔۔۔ "آخا تو تم بھی تھے اور وہ

میں نے سوچا کافی باتوں... بھر خیال آیا کرتے سے بھی کچھ
 لوں۔
 "اس خیال پر مجھے خیال آیا ہے کہ تمہارا حجام
 لوں۔" میں نے اسے چم کے نگاہ۔ "اس کے بعد ہوسکتی
 کوٹھن کر کے۔ اور دیکھو، اس پر ہم سے بھلا کام ایک
 سے ہو۔ وہ دلی کے رہتے ہیں۔ اتفاق میں برکت
 ہے۔
 وہ خود کو چھڑا کرے باہر کل کی۔" اگر تمہی ہوں تو حویہ
 بہتر ہوگا۔ وہ سچا سچا کوئی بڑا لوگ۔"
 وہ اس صفت بعد کافی کے دو گھنٹے اٹھنے لگی۔ "میرا
 خیال ہے کہ پرانے وقت خانی کے سے کچھ کام نکال
 توڑنا خانی کی کچن میں ہوگی۔"
 "میں کا وقت بھی آئے گا۔" اتفاق اب بہت جلد۔
 میں نے کان کی آواز سے کھنکھنایا۔ "ساتھ آؤں گے۔" کیا تم
 اپنی جان کی ہڈی کاٹنے کا حوصلہ رکھتے ہو۔ بھری خاطر؟
 "میں میری جان سے کچھ۔" یہ جواب دیا۔
 "صرف ہاں یا نہ ہاں جواب دو۔" میں نے اسے
 ڈانٹا۔ "مگر تمہارا ہونے والا جہاز کی خرابی ہے۔"
 "جہاز کی خرابی خود اپنی جان کی ہڈی کی نہیں
 لگاؤ۔" میری کمان قاتل ہے کیا؟
 "دیکھو۔" میری تو ایک خاص مقام یا ثابت ہوچے
 ہے۔ ڈاکٹر خواجہ۔ وہ خوارق اس دم نہ دیتی تو وہ تمہاری ہی
 پوری کر دیتی۔ میری کمان لینے والا کی نہیں ہے۔ میرا جہاز
 ڈھکی کھانے کا کچھ کر کے۔ بڑا مل صرف ایک ہے۔
 "یہی طرح کمان بھی جانتے ہیں کہ کمان ہے مجھے۔"
 "میں ان کا جواب دیتا ہوں۔ اصل طور پر کوئی اس
 لاء ہے اور کیا۔" میں نے شرافت سے جواب دیا۔
 "کمان ہے۔" معلوم نہیں آتا کہ کمان اور شرافت
 کے ساتھ کیا ہوگا۔ پتہ نہیں چلے گا میں۔ بڑا آدمی دنیا
 کی ٹھکانوں میں چل رہا ہے۔
 "میں نے سنا ہے کہ یہ سب سے دور دورہ ملک ہے جس
 کہ۔" کیا اس مملکت اور اسکا دیوانی نظام میں تمہارا بھر
 دل نہیں مٹتا۔؟
 "مجھیں یہ خیال نہیں آتا کہ تم میں بھی
 سون پر آتے تو کیا تھا؟
 "میں؟
 "میں نے پتہ چھڑا ہے ابھر کے۔
 کے لیے تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ آج میں لوٹ دے دی
 ہوں لیکن۔" آخری ٹوٹنے۔ اس میں اس کے غم ہونے سے
 پیچھے سے میرا مطالبہ پر اس کی بات تو۔

"تو تم بھڑا میرے کر کے بھیت میں ہی دیکھیں
 کے آج آؤ گی۔" پتا نہ کر ہونے کی شرط نہ کر دی۔ مجھے
 امید تھی۔
 "میں ذریعہ صحت سے شادی کروں گی۔" تم جانتے ہو
 اے۔۔۔ اسکا اپنا کسے دے دے پرا تھا۔ اسکا ایک کوہا
 کے اس نے تھا ساتھ ساتھ اپنا کا۔ وہ پرا تھے تو ان سیر
 دیا۔ کچھ ہاتھ آگیا۔ پتا نہیں اسکا اپنا میں آپ کا نام
 اسکا پتا دلوں۔ میرا دھرم اس کی جگہ۔ اسے پھینکا کوئی
 مشکل نہیں ہوگی۔ مجھے سمجھے۔
 میں نے کہا۔ "ابھی ابھی اس نے کروا دیا تو مجھے کمان
 ہوگا۔" پتا نہ دیا تھا میں تمہارے کر کے میں ہوگی۔ اور تم
 ڈاکٹر کی کمان میں چلے۔
 "میں نے کیا ہوگا میرا سرورج دیا؟"
 "ڈاکٹر کی کمان میں چلے جاسے گا۔" میں نے پتا نہ دیا
 مجھے میں کیا۔ "خاتون آؤ غم اس کے لیے ہے۔ اس
 کے بعد کچھ وقت کر کے میں اس کی میں۔" خاتون کا اصول
 ہے کہ وہ صرف دلی میں رہتی ہے۔
 "دیکھ۔" دوسرا ڈاکٹر میں سے لے لیں گی۔ تم
 نے یہ مسودہ بڑھا۔ کیا ہے۔۔۔
 "یہ بڑا زبردست ڈاکٹر ہے۔" میں نے کہا۔ "سورج
 دہا ہواں ایک نام ہے شائع کرادوں۔" مگر اس ذریعہ
 صحت کو کس کر کے ہے۔
 ڈاکٹر نے دیکھنے کی بجائے پڑھا تو مجھے یہ
 اتفاق کرنا مشکل نہ ہوا کہ اس نے سونے سے پڑا وہ
 روئے میں خود دیکھ رہا ہے۔ اس سے کچھ دیا تھا اس کے جو
 کہا تھا۔ وہ ڈاکٹر تھا۔ اس نے وہ دیکھ کر کہنے پر پہلے
 تھک کر تھی اس نے بڑی ایک تھی ہے۔ اگر تمہارا پتا
 عیت کے بارے میں ہے تو تم مہروں سے سننے میں ہوں
 کے اور کہے گی اس کے لیکن اس کا ایک دیکھو اس کا ایک
 شریک نہیں ہے اور جہاز کی خرابی کیا تھا۔ اس کے لیے اس کی
 یہ پتہ نہ دیا کہ کوئی کمان شریک اس کی ہے وہ دیکھ کر اس کی
 ہے۔
 میں نے اس کے لیے شریک سے لے لیں۔ "دیکھو اللہ
 میرا دھرم۔ وہ بہت جلد آجائے گا۔"
 "میں نے پتا نہیں کروں سے میری طرف دیکھا۔" کیا
 جس میں اس کو کمان شریک اس کے سید ہے۔ یا تم کی اتفاق کا
 مظاہرہ کر رہے ہو؟
 میں نے کہا۔ "پتا نہیں۔ اس میں کچھ نہیں کر سکتا۔"

دشمن کوئی سرورج دیا ہوں۔۔۔ دشمن نے کچھ سرورج دیا ہوں
 ہونے کا کوئی کیا ہے۔
 "دو ڈاکٹر چل چلے گئے۔"
 "پتا نہیں۔" سارا رات جاگ کے میں نے کچھ کام
 کیا۔ میں تمہارے غم کے ہونے کا کچھ کوٹھنا کہہ
 سکتا۔ مگر یہ اس کی سب سے سب سے سب سے سب سے
 طور پر کسی کی عادت میں خانی کا ہے۔ یہ لڑائی۔ یا
 کمان میں لیں کمان ہے؟
 "تم نے دیکھا تھا۔۔۔ میں نے کہاں سے لکلی
 تھی۔
 "یہاں صوفے کی جگہ کے پیچھے سے لی تھی۔۔۔
 کیسے۔ میرا مطلب ہے تم نے خانی کی کمان کی۔ یا نہیں
 اتفاق تھا؟"
 وہ کچھ دیر چپ رہی۔ "خانی تو میں نے لی تھی۔ ہر
 الماری کو کھول کے دیکھا تھا۔ میں اس میں کچھ بھی نہیں لکلی
 رہتی تھی۔۔۔ اور کچھ ذاتی و اشتعال کی اشیا۔ ڈاکٹر کی اتفاق
 سے لکلی۔
 میں نے کہا۔ "یہ کچھ تمہارے غم کے کیا دوست کا
 ہے۔ چاہاں اس نے دلی ہو اس کی؟"
 "ہاں۔۔۔ میرے سامنے کھینچ لیں۔"
 "کہاں لکھا وہ چاہاں؟" میں نے کہا۔ "مجھے
 دکھاؤ۔"
 وہ لکلی اور اسے بلور سے چھائی سے آلی۔ میں نے
 ان کو کھول دیا۔ دیکھا۔ وہ لکلی کچھ نہیں۔ سب اور کچھ
 چاہاں میں۔
 "اب تمہارا سرورج کے ساتھ ہیں آئی نہیں۔ جو کچھ
 کے اندر آئے کے لیے تم نے کچھ چاہاں اشتعال کی ہوں
 کی؟"
 اس نے اثبات میں سر ہلایا۔
 میں نے کہا۔ "اس کھر کا ایک۔ کیا نام ہے اس
 کا۔" اس کا ایک بڑا حصہ۔ وہ کھنکھناتی ہے۔ مگر اس کا ایک
 میں ہوتا ہے۔
 "یہاں دو کچھ دیکھو اس کی آواز ہے۔"
 "یہ کچھ کچھ پڑھاؤ۔ پتا ہے۔" ایک خوبصورت کمان
 ہے۔ اس کے مہمان آجائے ہیں کچھ بھی۔ مگر یہ جگر کے
 دھرم کا ہے۔ یہ سارا سارا چل دیتے ہوں گے۔۔۔ دیکھ
 کہاں کے لیے۔
 "ہاں۔۔۔ ایک چمکیا ہے۔ اور ایک دلی۔۔۔ دلی
 کمان ہے۔"

خاتون بھی ہے۔۔۔ اس کی بیوی اور اس کا سارا کام کر لیتی
 ہے۔۔۔ بھلائی اور کچھ لکھی۔
 "میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔"
 "مائی کا کھر ہے یہاں۔۔۔ چمکیا کے لیے چمچے
 سرورج کمان پر ہے۔ کمان ڈاکٹر کا ہے اور کمان کے مہمان کمان
 شام کو پتہ نہیں۔
 "ان کے پاس کمان کچھ کمان ہوں گی۔۔۔ وہ
 اندر کی مٹائی دیکھ کر کہتے ہیں۔" میں نے کہا۔
 "مہرو ہوں گی۔۔۔ جب آتے ہیں کچھ ہر ہر ہر ہر ہر
 صاف تھا۔
 میں نے کہا۔ "مگر تمہارے شوہر کے دوست دیکھو
 نے چاہاں کمان دیکھا۔ اور کمان کے چاہاں کمان کے کر
 آیا؟"
 ڈاکٹر نے لاجواب ہونے کے بعد کھنکھنایا۔ "میں کیا
 جانتا ہوں۔۔۔ مجھے خیال آیا۔۔۔ میں نے پتہ چھڑا۔ مگر بات
 تمہاری سچ ہے۔
 کچھ وہ ہوں میرا بہن۔ میں نے کچھ اپنے میں کچھ کی وجہ
 بڑی ابھی کچھ تھی۔ وہ پھر کمان کی کمان سے کچھ بھی کمان اور
 وجہ میں چلنا مشکل ہو جاتا تھا۔ صاف ہے میری
 درخواست پڑا تو میں نے ساتھ ساتھ بات کے جذبات غم کے کر
 دیا۔ سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب
 کوئی غم نہ لکلی اس کا تھا۔
 میں نے ڈاکٹر سے پوچھا۔ "یہ سب کچھ کمان سرورج
 خانی کی ہے۔۔۔ چھڑا؟"
 "یہ میری ہے۔" اس نے کہا۔
 "وہ ڈاکٹر۔۔۔ ایک ایک ڈاکٹر ہے۔۔۔ اگر تم کو
 اسے شائع بھی کر لیتی ہو۔ کچھ میں کچھ نہیں کچھ نہیں کیا کہ
 اس کا صحت کو خورق فرماؤں گا۔ پتا نہیں ہے۔۔۔ ڈاکٹر کے وہ
 ڈاکٹر۔۔۔ میں میں ایک سونے کے لیے جہاز کر کے کیا تھا؟"
 "شاید اس نے سوچا ہوگا کہ دلی کو محفوظ ہے۔ یہ کچھ
 اتفاق تھا کہ میں اس صوفے پر چل گیا۔۔۔ اور میں چل
 نہیں۔"
 میں نے کہا۔ "یہ ہو سکتا ہے کہ اس کا ارادہ کچھ کچھ
 ہو۔۔۔ ایک ایک کے جانے سے اس کو کچھ نہیں۔۔۔ وہ
 میں بیٹھا تھا۔ ڈاکٹر کا چمکیا دیا۔ وہ بڑا ڈاکٹر تھا۔
 وہاں۔۔۔ میرے ساتھ میں کمان کے اس کی میری کمان کی کمان۔
 صاف ہے کیا۔" کیا ڈاکٹر کی میں کچھ پڑھتی ہوں
 جس کا معاملہ دارا پڑا ہے۔۔۔ تم رات میرا پڑھتے رہے۔

رحم دل، مہار اور ایمان دار پادشاہ سمجھتا تھا اور کبھی کبھار اس کے قہقہے چلے کر جھوٹا، سکارا، فریبی، بے رحم اور ظالم پادشاہ گردانتا تھا۔

”ایک زندہ کی راز پر مبنی ہے۔“ میڈم نے کہا۔
 ”اب اسے جاننے کے لیے اس کے سوا کون سا راز ہے؟
 کوئی راستہ نہیں۔“ یہ کہہ کر انہوں نے غور سے مجھے دیکھا۔
 ”اب آریس کی روح ہے اور نیلے کے سوا ہم کچھ بھی نہیں
 کر سکتے۔“

یہ سن کر مجھے لگا کہ کنگ میڈم نے آریکس سے متعلق ہرے خیالات کو تو شیروں پر محال لیا اور نہ وضاحت کرنے کی ہتھکڑی پر ضرورت نہیں تھی۔ ”اب مجھے کیا کرنے ہے؟“ کافی دیر تک جب وہ بکھنہ نہ کر تو میں نے خود ہی چھوڑ دیا۔

”کار کا انتظام تو جو عمل اساتذہ کو کہہ کر بھی کیا جاسکتا ہے۔“

”نہیں۔“ میاں نے ٹہنی میں سر جلائے ہوئے۔ ”یہ انتظام کرو گے۔ کار ہوگا، دالوں کا کھانا ہوگا اور جاسے۔“

”ایک ہے۔ تجھ گیا، ایسا ہی ہوگا۔“ میں نے سر ہلا کر
ال داری سے کہا۔

میں ہوئی ہے۔ لیکن یہ سیدھا داروگر اور ایک بڑے
 سے معاملات میں ہوئے۔ وہ اس کی کوکڑی پر کاروبار
 ایک کام کے ذریعہ اپنی جائیداد کا سامان سے مجھے جین ڈال کر
 میں ہوئی ہے۔ وہ دوسروں تک کاروبار بند دوسرے میں کم
 یہ داروگر ٹھیکہ پر دو فوج میں ہوئی ہے۔ بڑے بڑے آرام
 سے جیتے ہیں۔ لیکن ہاں ایک کام کے۔ اس کا کچھ کام ہے۔
 یہ ٹھیکہ سارے آٹھ بڑے ہوئی ہے۔ ہاں ایک کام ہے۔
 اس نے سلیم کی عمارت کے مطابق اس سے کیا کہ جو بھی
 اور کی گئے۔ اس کے داروگر سے کہہ دینا کہ وہ ہوئی کے
 ہو کر کی گئیں۔ وہ اس کے داروگر کا ہوا تھا۔ کہ اس کام
 ہو کر ہو کر میں ہوئی ہو گیا تو سلیم کے پر جانے کے لیے
 (ختم)

راست کے جانے کو بھیجے والے تھے۔ میں میڈم کے
 لیے لکھی گئی تھی۔ جارج اس کی کاپی اٹھا کر دوسرے
 ان کاغذ سے شکر تھے۔ میڈم ان پر نظر ڈالے بنا آگے
 میں۔ ان کے پیچھے پیچھے دو کچل پڑ گئے۔ کچھ دیر بعد ہم
 میں فیضہ و سلطان کی طرف جا رہے تھے۔

[illegible][illegible]

”تم دروازے پر ہاتھ رکھ کر گھر سے آؤ جاؤ گھر پر جو دروازہ آؤ
 کے ساتھ آئے، لہذا جب وہ جھگڑا کے لیے آئے تو گھر کے
 بے میں جا گئے تو ساتھ ساتھ رہتا اور آئے تو گھر کے
 ”میں نے سب کو گھر سے دھکیل دیا“ کہہ کر باہر نکلے۔

انہوں نے خود کیا چاقو۔
میں نے انہات میں سر چلا دیا اور آ
وقت ہل میں موجود لوگوں کی نظر میں
بر میاں رہا۔ مجھے بہت خوشی ہو رہی تھی
کے ساتھ تھے، مجھے ان کے اقرار
کا انکوں سے دیکھ رہے ہوں گے۔

میں آگاہ سے اتنی ہی ہمتا کہ ہال کی دروازوں بند کر دی گئیں۔ اب وہ چار بھائی بھیلی روٹنی والے چپ چپ ہل رہے تھے۔ ان ہی نام جاہک تھا۔ میرف آگاہ بھونڈی تھی جس سے لڑنے کو نہ دیکھا۔ سیدم ایک بار پھر دیو آجہ سوم چتر پر مرکز چھٹ بھلی گئی۔ وہ سیدم کا خاص اعزاز تھا۔ جب بھی وہ چھٹ بھلی کی اور کسی کی طرف منظر لگتی تھی، اُن کا گلیا اعزاز ہوتا تھا۔ جس وقت گلیا ۱۰۰ اسے خصوصی اعزاز میں سامنے رکھتی تھی وہ سیدم چتر کی کمر بند کی تھی۔

[illegible]

جواب میں ہاتھیں خاموشی رہی۔ کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

”ہمارے ساتھ کوئی ہے جو کہ جانا چاہتا ہے۔“ ایک بار پھر اے مکی خندہ بھری آدھ ہال میں کوئی۔۔۔ عظیم آریس اسناد کو عظیم روح فقہارے سامنے سجدہ ہے۔ جو چہ چاہے چاہے ۱۰۰ جہ جانا چاہے ۱۰۰ جان لو۔ میرے پاس بہت کم وقت ہے۔ خدا کا کہہ لے۔“

اس وقت میں دل ہی دل میں ہنساکے ہزاروں برس پہلے عالم ہلا رہا ہوتا ہونے والے آدھے کی روح بھی کوا دیاں اتنی تھک گئی کہ میری طرح آستے بھی میڈم کے ساتھ تفرنگی چابیوں کی ضرورت پڑی جو اسہرک کے چھڑائی جیسے میں چلاؤ۔


فارس

نمبر 2012ء کا شمار -- موسم
سرمایہ کی خوشگوار لڑائی کے ساتھ

مصنوعه
گروه صنعتی ایران زمین
گروه صنعتی ایران زمین
محل الدین سوانه
گروه صنعتی ایران زمین

مجلس

سوچنا پڑا۔ ڈاکٹر ساجد احمد کی مرقی دینی



انہوں نے انگریزوں کے خلاف بغاوت کی اور انہیں ہار دیا۔

کتابخانه عمومی مسجد جامع کربلا

عجب رتوں کے شہر رتھوں کا گھلداڑ

احسان با صبر ملک کے ہیں وہاں
شرعیہ طبع

انسان کی ترجیحات، ضرورتوں اور خواہشوں کے
درمیان ملنے والے فرق کو نمایاں کرتی ایک پر فکر

طاهر حاو بد معمل کار پانچواں

جنگ کی جو روئنائی، محض سرخوں اور سپہ کا لٹا

کاشف ذریعہ سچا ہمارا ہے اور ہر وقت ہر جگہ
پس منہ نہ کرنا اور نہ ہی ہر وقت ہر جگہ

مگر میں آپ کو چھوڑ کر کھینا اور اٹھ گیا جانا چاہتا۔
 میں نے وہاں سے کبھی نہیں کیا۔
 "تو جانے کا میں بھی تم سے نہیں کہہ رہی ہوں۔"
 "تو کبھی وہاں نہیں گئی۔"
 اسی دوران میں ہم اسٹیشن تک گئے تھے۔ میں اور میڈم
 گاڑی سے اترے۔ "تمہارے سال کا حجاب پلٹ لایم یہ
 جلی کر رہی ہوں۔" انہوں نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
 میں ان کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔ سالانہ افغان
 میرے برابر بار بار مل رہا تھا۔ میں ابھی پلٹتے ہی وہاں پہنچا تھا
 کہ میڈم واپس لوٹ کر آئی تھیں۔ "تو زلی ویر ہو رہا ہے
 آگیا تو اپنے تمہان کے ساتھ کی ماسے دیکھ کر میں حیران رہ
 گیا۔ میرے قدم جھانپ گئے، وہاں میں میں لوٹ گئے۔
 میڈم میری طرف بڑھیں۔ "تو ہے تمہارے اس سال
 کا حجاب بڑا گاڑی سے اترتے دھتکے لگے تھا۔"
 میں سرگرداں۔ اپنے تو بھی شش پڑی۔ اسی رات کے بعد
 میں پہلی بار ماسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی شہت پہلی بھرک رہی
 تھی۔ "پھر سے پرچھائی زردی لاکھ پڑ چکی۔"
 "آدم تو اس وقت تک میرے عمر میں رہو گے
 جب تک جہاد کی عمر اٹھارہ سال نہیں ہو جاتی۔"
 "اگر اس کے بعد؟" میں نے پریشان کبھی سوال کیا۔
 "تم دونوں شادی کر گے۔" انہوں نے باری باری ہم
 دونوں کے چہرہ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "پھر
 دل چاہے تو میرے ساتھ رہنا چاہیں تم دونوں۔"
 "اٹھارہ سال کی عمر ہوئے تک ہم بھی طرے سوچ
 لیں گے۔" پہلی بار دیکھتے ہوئے کچھ بولا۔ "وہ رات سے
 مسکرا رہی تھی۔"
 "اگر ان کے اپنے تھو کو قانونی طور پر میری سرپرستی
 میں دے دے۔" میڈم نے اسے گتے ہوئے کہا۔
 "میں نہیں پسند کرتی کہ میں نے اہل حال تو میں جانتی ہوں۔"
 ان کا کام راستی نہیں تھا۔

میں چھ سال کا لڑکا۔ ان کی بات سن کر شرمایا۔ اسی
 دوران میں پلٹتے ہی وہاں پہنچا تھا۔ "تو زلی ویر ہو رہا ہے
 آگیا تو اپنے تمہان کے ساتھ کی ماسے دیکھ کر میں حیران رہ
 گیا۔ میرے قدم جھانپ گئے، وہاں میں میں لوٹ گئے۔
 میڈم میری طرف بڑھیں۔ "تو ہے تمہارے اس سال
 کا حجاب بڑا گاڑی سے اترتے دھتکے لگے تھا۔"
 میں سرگرداں۔ اپنے تو بھی شش پڑی۔ اسی رات کے بعد
 میں پہلی بار ماسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی شہت پہلی بھرک رہی
 تھی۔ "پھر سے پرچھائی زردی لاکھ پڑ چکی۔"
 "آدم تو اس وقت تک میرے عمر میں رہو گے
 جب تک جہاد کی عمر اٹھارہ سال نہیں ہو جاتی۔"
 "اگر اس کے بعد؟" میں نے پریشان کبھی سوال کیا۔
 "تم دونوں شادی کر گے۔" انہوں نے باری باری ہم
 دونوں کے چہرہ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "پھر
 دل چاہے تو میرے ساتھ رہنا چاہیں تم دونوں۔"
 "اٹھارہ سال کی عمر ہوئے تک ہم بھی طرے سوچ
 لیں گے۔" پہلی بار دیکھتے ہوئے کچھ بولا۔ "وہ رات سے
 مسکرا رہی تھی۔"
 "اگر ان کے اپنے تھو کو قانونی طور پر میری سرپرستی
 میں دے دے۔" میڈم نے اسے گتے ہوئے کہا۔
 "میں نہیں پسند کرتی کہ میں نے اہل حال تو میں جانتی ہوں۔"
 ان کا کام راستی نہیں تھا۔



بھروسا

نویس

ملاعط اور آریک افراد کی اپنی صلاحیتوں پر بھروسا
 مان پوتا ہے۔... جوانانیں اس خوش فہمی میں
 مبتلا نہ رہیں کہ وہ کبھی ناکام نہیں ہوتے۔...
 جہرمانہ ذہنیت رکھنے والے افراد کو بھروسہ
 کا اثر و کار کبھی محدود نہیں ہو پاتا۔...

بھروسہ کرنے والے افراد میں سے ایک، بھروسہ کرنے والی

انٹرنیٹ پر کئی ویڈیو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
 ہارک کے ایک الگ ٹکڑے میں جس میں سے ہر ایک
 ٹکڑے کی اس کے چہرے کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے
 اس پر ہر ایک کا ہارک ہے۔ اس میں اس کے ایک ہاتھ سے
 اس کی ایک ہاتھ کا ہارک اور اس کی ایک ہاتھ سے
 دیکھ کر اس کا ہارک دیکھ کر اس کا ہارک دیکھ کر
 چہرے کو دیکھ کر اس کا ہارک دیکھ کر اس کا ہارک
 ہارک دیکھ کر اس کا ہارک دیکھ کر اس کا ہارک

”اس نے اس چوکا کا کتب کیوں کیوں کیا؟“ میٹزلی نے
برادر سامحی کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ وہ اس
دقت دوسرے مہمانوں کے ساتھ اس کی بھی مٹھ کرے اور
جاننے کے لیے لٹل کا احتکار کر دے گا۔
”نہتہ۔۔۔ جیسا قدم قدم پر پیش دلائے اور سچے دینی
گوارڈ مسو جی اور سرسب اس ایک چل بیٹھر سے گذر
کر اتر آئے تھیں۔ دو لچا کوٹھیں سے جرات مٹھی میرا کر کے
جہاں آ رہا ہے۔“
برادر سامحی نے بھی جواب میں اس کے کان میں
سرگوشی کی اور بلا۔ ”تمہیں میٹزلی اور دو لچا کی نہیں ہے۔ یہ جگہ
پورے نو ایک دم میں سب سے محفوظ ہے۔ یہاں اس جیسا
دانشدہ بھی ہو سکتا جو رشور پارک میں چٹا آقا اور کئی
دیگر ایسا جگہات میں ہو چکا ہے۔“
میٹزلی اب بھی کاکلی نہیں ہوئی اور چلی۔ ”تمہیں تو یہ
ایک فضل اختیاری لگ رہا ہے۔“
جب وہ دونوں لٹل کے درپے اور چارہ سے تھے تو
میٹزلی نے ایک بار اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے
کہا۔ ”کیا تم میری مسراوت سے بے خبر ہو؟“
”نہیں۔۔۔ دو لچا مجھ سے ایک قدم آگے رہتا ہے۔
آخری بار میں نے اس کی جگہ اس کی وقت چمکی کی جب وہ
میں کے ایک پاس میں اسے صوفی کی ہاتھی میں کھڑا تھا۔“
میٹزلی نے اس کی جانب دیکھا اور بلائی۔ ”کیا اس
ہجوم میں اسے پہچان لو گے؟“
برادر سامحی مسکراتے ہوئے بلا۔ ”آج تو ہمیں
مہمان ایک چمک لگ رہے ہیں۔ لیکن اس کی پہچان یہ ہے کہ
وہ انھوں پر ایک ہی چیز حائل رکھتا ہے۔“
”نہیں۔۔۔ میں نے ان کی کئی جمل میں مٹی کی اس کی
تصویریں دیکھی تھیں۔ وہ معمولی صفت و صورت کا بندہ ہے۔
اس کی تصویر پر دیکھ کر مجھے ناشکیبائی ہوئی تھی جیسے بے ذہن
میں ایک شاعر پرستانی دالے پر عارفانہ چہرہ کا تصویر جیسا
کہ مہمانوں میں دیکھتے ہیں۔“
”کچھ خوبصورت چہرے پر چاکر دیکھ گئی اور مہمانوں نے
ایک ایک کر کے باہر آ کر شروع کیا۔ وہاں مہذب ملازمین
مسودہ تھے جو انھیں سرسٹا قاتل پر سے گزرتے ہوئے ہال
روم تک لے گئے۔ پر اہل روضہ میں بے جا گڑا تھا۔ ہمیں
اس وقت سے اس کو بھی برا لگنے لگی۔ اس کا ہاتھ بڑا کر
اس پر کئی چیز رکھ دی ہے۔ میٹزلی نے جرات سے دیکھا۔ وہ

مٹک کی ایک پٹی تھی جس میں اسٹیک کا چٹنہ لگا ہوا تھا۔ اس
نے برابر میں ٹھوسے ہوئے برادر سامحی کی جانب دیکھا۔
”لاڑھائے! تمہیں کیا یاد دہنگ کی پٹی ہے۔ وہ تھا۔“
”کیا ہے؟“ برادر سامحی نے پوچھا۔
”یہ آج سیر پارک کی کتب کا اختراع ہے اس لیے
تمام مہمان اپنی آنکھوں پر یہ اسٹیک چڑھا رہے ہیں۔“
میٹزلی نے برادر سامحی نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا
پھر اس کی نظر دوسرے مہمانوں پر پڑی۔ تقریباً سب نے اپنی
آنکھوں پر دہائی چڑھا لی۔ میٹزلی نے سر ہلایا اور بلائی۔
”کیا پہچان رہے؟“
اسی وقت برادر سامحی اپنی اپنی آنکھوں پر وہ اسٹیک
چڑھا کر تھا۔ اس نے ایک فضل کی ہاتھی میں کھڑی اور بلا۔ ”تم
نے وہ چل گئی ہے جب وہ دم بہتہ دوم ہوں، جیسے میں جانا۔“
جب وہ دونوں اختیاری تھا کہ ایک دیکھ چکے تھے جن کی
سور اسی حالت میں گرد چاقو اتار دے کر اسے تعارف کروا دے
تھے اس کا نام پڑا اور بلتے کرانے اور پارک کی نصیحت پڑی
جو کئی ایک اور دو دیکھنے میں اس کا ذکر بہت لکھنا نظر آتا
تھا۔ پارک کے برابر میں اس کی سو جڑ پڑی دینی مٹھ کر ہوئی
تھی جو عمر میں اس کے کئی برس چھوٹی تھی اور اس کے برابر
میں جو عمر تھی اسے دیکھ کر میٹزلی حیران ہوئے تھے تھوڑے
لگے۔ وہ بلائی تھی۔
”تو سب کے لیے اور اس کی بیوی سے مصافحہ اور بی بیوں
کا تہار کر کے اور میٹزلی ایک قدم آگے چمکی اور غور
سے ایلچیا کی آنکھوں میں سمجھتا گئی۔ کیا دیکھا جاتی تھی کہ
چشمیں کھلتے پہلے میٹزلی نے اس کی آنکھ پر کوئی چمکی تھا جو
اس کے شوہر کی صورت کا ہے اور تھا؟ لیکن دیکھا ہے چہرے
پر اپنے کوئی خرا تھیں تھیں۔ اس کے کچھ سے اس نے سر ہکا کر
سامنے پارک کر سرائی۔
میٹزلی آگے چڑھ گئی اس نے دیکھ کر دیکھا۔ دیکھا
نے برادر سامحی کا ہاتھ اٹھا اور اس کا ایک کاس کے کان کے
میں کچھ دھکی دیا۔ برادر سامحی سر اٹھا اور جواب میں اس
کی نگاہوں پر کچھ کچھ۔ یہ مٹھ کر میٹزلی حیران رہ گئی اور سوچنے
لگی کہ وہ دونوں کس طرح سے کس طرح جانتے ہیں اور اس
وقت اس کے کچھ لکھا بھی ہو رہی تھا۔
جب وہ کاسے کی پیر پر پہنچی تو اس نے برادر سامحی
سے پوچھا۔ ”کیا ہے کہ تم اور ایک ایک دوسرے سے کاشی
بے لطف ہو؟“

”نہیں نہیں۔۔۔ برادر سامحی نے اسے دیکھتے ہوئے
پہلے ایک دوسرے کو کاشی ساٹوں سے جانتے ہیں کہ
قیامت تو یہ ہے کہ میری راجت اس کے پاس ہوئی تھی مگر
میں نے اسے دیکھ کر راجت مند اور راجت کی خدمت کرنے
کو اس تھا۔“
”کاشی نہیں کہ یہ عورت چوتھیں پہلے ہی ہوئی
ہے۔ حالہ اس کے سیر لاس مانگ تھا ہے۔“
برادر سامحی نے کچھ کہنے کے لیے کھینچا لی تھا کہ
اس کی یہ غماض ہو گیا۔ اس نے سر ہکا کر پوچھا اور
کئی کئی کھانوں سے بلا۔ ”دوسرا سوچو۔“
میٹزلی نے اس کی جانب سالیہ گلاں سے دیکھا
لیکن جب کچھ وہ بولنے کی پیر کی جانب بڑھ چکا تھا تو
اس کی کھڑا سے اس کی پیر کی جانب دیکھ کر دیکھا جیسے
وہ اس کے ہاتھ کی گلاں اس کے سر سے کھینچ رہا تھا۔
وہ سر ہکا کر اسے ایسا دیکھا جیسے اس کی پیر کی پیر کا کڑ
دیکھا ہے۔ یہ دیکھ کر میٹزلی کو کچھ الجھ گیا اور وہ بولی۔
”یہ حرکت کس نے کی ہے؟“ اس نے اس کے سر پر کھینچ
دیا۔
”مسراوت۔“ سامحی نے آہستہ سے کہا۔
”تم نے پوچھے سوچ لیا کہ وہ لکھا حرکت کر سکتا
ہے؟“
”کیونکہ اسے اڑنے سے نہیں ملتا۔“
پہلے تو میٹزلی بھی کھانے کو بلا کر رہے لیکن وہ دلچپہ
جانی سے دیکھا تھا۔ اس نے سر ہکا کر دیکھا تو اس میں لیا اور
اسے غور دیکھتے ہوئے بلا۔ ”وہ اس معاملے کے سرگت چتا
بہادر ہے۔“
”پھر اسے ترس پر رابطہ کیا ہے؟“
”اگر وہ میں دوسرے مہمان کی کاشی کے لیے کھڑے گرد
ہی اور شروع ہو گئے تھے۔ اس نے میٹزلی اور برادر
سامحی کو اس وقت میں دیکھ سے نہتے ہے۔ پڑتی دونوں
پر کاشی کر سرائی کی چمن پر جڑواں ہے دیکھ شروع کر دیا تھا
تھوڑے جگہاں پیر کی پٹھانی سے انھیں دھمک کر اوجھار ہے
تھے۔ باہری دستہ دیکھ چیمپن کے گلاس سے پھری
تھا۔ اس کے مہمانوں کے دو جوان اس کے گرد بے شمار
الہام کے چارل میں کاشی کرتی تھی۔
میٹزلی کھلم میں سے راستہ بتائی ہوئی کے بڑھ گئی۔
اس کی نظر میں برادر سامحی کو کچھ دیکھ کر سر ہکا کر دالے
دالنے کے بعد اسے سمجھ ہو گیا تھا کہ کچھ مسراوت ہال دوم
تھا جس کے بعد اس میں مسو جڑواں اس میں سے کاشی ایک ایک

کا کھ ہوا سکا ہے۔ اسے برادر سامحی سے بچنے کی چھٹی
روای اور آخری کاشی میں اس کے اس دور کے ایک چائینی جو جوان
میں اس کو تھا اور اس پر ایک چھوٹی سی کاشی بمول دھکی
جس پر رکھا ہوا تھا۔ راجت مند ہو کر۔
پھر اس نے برادر سامحی کو گود دوا دیا کھوتے ہوئے
دیکھا۔ سامحی نے سر ہکا کر پچھے دیکھا اور بلا۔
”میٹزلی! کیا تم جانتا ہو؟“
میٹزلی کے کول کی اس کی کاشی ہوئی۔ دوسرے ہی لمحے
اس نے اس کی کاشی کر دیا۔ اپنے پڑھ میں اسے اور کچھ پڑھا تو اس
پاس کو دیکھ کر اس کی گردی ہے۔ پھر اس نے اپنی تری اور اس
کا تصور کیا اور یہ کہ کاشی کا پڑھا تھیلہ پڑا پڑا خود مصافحہ کر کے
اسے مٹھ کر ہا۔ یہ دالے ہے اس نے اسے سر ہکا کر پڑھا اور یقیناً
کی دیا تھا۔ کاشی۔ برادر سامحی نے اسے دیکھا اور کاشی کر دیا
کے بعد اس کی نظر میں اس کی کاشی میٹزلی نے اس کی کاشی کر دیا۔
کاشی لٹھا اس آتے ہی کاشی کا اس سے ہوا۔ گ۔ دو باغ
بہت پڑا اور خوب صورت تھا۔ اس میں کچھ کچھ مٹھیں اور
پاروں کے کاشی کے ہوئے تھے۔ اس نے برادر سامحی کو کچھ
جس سے تھوڑا سا کاشی تھا اور پڑے چاند کو دیکھ کر دیکھا
تھا۔ میٹزلی کی نظر میں اس نے کاشی ایک کاشی۔ اس
نے اپنی پیر لٹھلی میں ایسا چاند دیکھا تھا۔ وہ اسے اتار
قریب مٹھ کر اسے ہا۔ اسے مٹھتے ہیں۔
اس نے اس کے کاشی پر پیر کی پیر کی کاشی۔
اس مٹھ کر، اعلیٰ میں کاشی کر دیا۔ اس کے کول میں ایک
خوشامد شہت سے کاشی کر لیا۔ وہ کاشی کاشی سے بہت کر گئی۔
”چاند بھی ایک چارہ ہے جو سورج سے روشنی چراتا
ہے۔“
”پھر ڈاٹا کے کے الفاظ اسے اپنے مقب سے سنائی
دے۔ اس نے سر ہکا کر دیکھا۔ سوٹ مٹھ کر ایک کاشی
قات مٹھ کر اسے ایک کاشی کے مٹھ سے کاشی کر دیا تھا۔ اس کے
ہاتھوں میں پٹھن کے دو گلاس تھے۔ وہ اس کے قریب آتے
ہوئے تھا۔
”صاف کرنا۔“ ہر اٹھتے چھین پر پٹان کرنا نہیں
تھا۔
”نہیں۔۔۔ تم نے ہاتھ بچھ کر پٹان میں کاشی۔“ میٹزلی
نے بہت ہوا دالے اس کا دل اس کی کاشی سے آ گیا تھا۔
خوبی کا دست میں مسکرا اور اس نے اس کی کاشی کا ایک
کاشی میٹزلی کو کاشی کر دیا۔ اس نے پانچواں کاشی کر دیا۔ اسے
دے دیکھا۔ دالے اس کے پیر کی پیر کر دیا۔

ہاتھ یہ ہے کہ تمہارے فرسٹ کون صاحب میرے پاس
 تھیں۔۔۔ یعنی اپنے قابل صاحب اور کون؟ بلکہ انہوں نے
 بڑی ہڈی کے لیے میری اس رشتہ نگاری میرے پاس ہی بیٹھے
 ہوئے تھے۔ فرشتہ جیت بند سے لگا ہوا تھا۔
 یوسف قادری کے کچے میں بچا ہر فکر تھا مگر کچے کی تہ
 میں کھسکا ہوا درجہ میں بھی کھسکا ہوا تھا۔

دوسری طرف سے شہادت نے قابو پا کر ہمارے دروازے
 آگے رہ چکا تھا۔ جواب میں یوسف ہاتھ کچے میں
 پولا۔ "بھئی، بتا دو تو ایک جی بیٹی شو ہے۔ شو سے لگے تو وہ
 تمہیں پرانے دوستوں سے ملاقات ہوگی۔ انہیں بلکہ دوست دینا
 چاہیے۔ ان سے رخصت ہوا تو یہ ٹھیکرا ہوگا۔"

دوسرا جھوٹ بول رہا تھا۔ اس نے اپنا ہنر دھسکا ہوا
 کر جس نیچے "سجریٹ شو" میں شرکت کی تھی۔ اس کا سلسلہ اس
 نے آخرت کے حوالے نہیں وصول کر لیا تھا اور دھسکا تھا کہ
 یہ سلسلہ ٹھیکہ پر قائم ہو گیا ہے۔۔۔ مگر انکی قدت کے کھاتوں
 میں حسب کتاب ہونا پڑا تھا۔

بلکہ وہ بات کرنے کے بعد یوسف نے سلسلہ متعلق
 کر دیا۔

میں نے فون پر عمران سے بات کی اور اس سے
 صورت حال پوچھی۔ اس نے بتایا کہ وہ پچیس اسٹیشن میں
 ہے۔ دونوں گاڑیاں بھی پچیس اسٹیشن میں ہیں۔ سوائے
 ہو رہا ہے، بلکہ وہ میں کام نہتے جا رہے گا۔ میں چاہتا تھا کہ
 عمران ایسے کاموں میں حاضر ہے۔ اس کی مشابہت میں خبیثت
 کام کرتی تھی اور وہ بہت جلد انکی مقیمات سکھاتا تھا۔ نہ صرف
 سکھاتا تھا بلکہ سب سے دست گزار کر لیتا تھا۔

سو سے وہی جگہ کے قریب وہ میٹرو سرجن نے
 یوسف کے رقم کا سوا کر لیا اور ماتحت ڈاکٹر کو اسچنگ اور
 مریم بیٹی دلیر کے بارے میں ضروری دیا بات دینا۔ ان
 دیا بات میں ایک دوسروں کو جوڑنے کا کام بھی شامل تھا۔ اسی
 دوران میں یوسف نے وہ تین جگہ فون پر بھی بات کی۔ ان
 میں سے ایک کالہ بھائی کے فون پر بھی گئی۔ یہ وہی احمد علی
 قلم انداز تھا جس کے ذریعے شاربہ بانی کے ہاتھ خانے پر
 "شبہ سری" کا سودا ہوا تھا۔ دم سے کھٹکے دوران میں
 یوسف ہم زبان استعمال کر رہا تھا۔ لہذا اسے "پراچہ کئی"
 فراہم کرنے کے لیے میں کچھ دھیلے پر چلا گیا۔ سب سے زیادہ
 کھڑے ہو کر گئی میں یوسف کے ہاتھ کا چاند لیتا رہا۔
 میں اعتماد لگا دیتا تھا کہ وہ اپنی "شبہ سری" سے مطمئن
 ہے یا نہیں؟ دوسرے شخصوں میں کیا اسے شک تو نہیں تھا کہ

اسے سنا گئے ہوں گے عوض دھنیر مال فراہم کیا گیا۔
 پھر چارے لینے کے باوجود میں یوسف کے ہاتھ
 سے کوئی اعتماد نہیں لگا سکا۔ یوسف بات کلم کر کے فون
 کر دیا تھا جب میں کوئی طرح پرکھ گیا۔ مجھے دہر ہنسی
 کے بعد اسے یہ ایک جانی بیکال صورت نظر آئی۔ یہ
 شاربہ جانی بھی نہیں اب وہ ایسے بیٹے میں تھی کہ کوئی اس کے
 اصل بچے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ وہ بچے کھانے کی
 بیکال کی طرح اس نے من کا سزا دے رکھے تھے۔ ایک جتنی
 مثال نے دوسری اس کا سوا پھر کیا تھا بلکہ نصف پھر بھی
 راجل کر رہا تھا۔ اس کے کندھے پر جتنی بیک تھا۔ میں پہلے
 ہی یوسف سے کہانی قلم لینے پر تھا، مزید احتیاط کے لیے ایک
 سٹون کی رشت میں ہو گیا۔

مجھے ہرگز توقع نہیں تھی کہ شاربہ بانی ہوں اپنے کام
 کی محنت کے لیے اس پرانے ہت اسپتال میں بھی آئے
 گی۔ شاربہ کے ساتھ ایک ڈرا پور تھا جس کا دوسرا سوا
 سوا آٹھوں والا ایک پیلو اب لگا بند تھا۔ اس نے بظاہر
 اور دھاری دار شہادت بکھری تھی۔ وہ کمر باندھ رہا تھا۔ بنا
 نہیں کھینچے گا کہ شاربہ بانی کی طرح میں بھی کوئی "پراچہ
 خبیثت" نہیں۔ خاص طور سے اس کی آنکھوں میں ایک
 گہرا باندھی چمک پائی جاتی تھی۔ یہ لوگ تھوڑی دیر یوسف کے
 ہنر کے پاس کھڑے ہو کر باتیں کرتے رہے۔ وہ اس سے
 راحت کو بھی آنے والے راجے کے بارے میں پوچھ رہے
 تھے۔ اس ساری گفتگو کے دوران میں میری نظر گئی ہار
 رحمانی دار شہادت دوسرے شخص کی طرف آگئی۔ وہ مسلسل بڑے
 رحمان سے یوسف کا چاند لے رہا تھا۔ جیسے گاؤں گاؤں
 میں اسے قتل رہا ہو۔ یوسف پہلے اور پھر پھر کھڑے ہو کر مجھے
 دھمکے دار پھر اس نے تل فون کے ذریعے مجھ سے رابطہ
 کرنے کی کوشش کی۔ لیکن میں اس کے ماتھے آکر اپنے
 ہاتھ پر کھڑائی دے دیا تھا چاہتا تھا۔ شاربہ بانی مجھے فوراً
 بیکال لگتی۔ وہ اپنے ہاتھ خانے پر مجھے "پراچہ سری عمران" کے
 ساتھ اس کے ہنر دھمکے کی حیثیت سے رکھنے لگی تھی۔ یہ
 بڑی گڑبڑ ہو جاتی۔ بلکہ وہ بعد شاربہ بانی اور اس کے دونوں
 ساتھی یوسف کو خدا حافظ کہہ کر چلے گئے۔ میں نے پہلے
 کھڑکیوں میں سے بھاگ کر یہ سنی کہ وہ گاڑی پر چڑھ کر
 رخصت ہو گئے تھے۔ اس کے بعد یوسف کے پاس چلا گیا۔

سب سے پہلے وقت عمران اسپتال آکر یوسف کی محنت
 کیا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے فون پر سچ کر دیا میں نے
 اسے بتایا کہ شاربہ بانی یہاں آئی تھی، لیکن مجھ سے کہ اس کا

جرحیت پیدا کرالائش ہوئی۔ یوںکے دوپہرکھڑی
گیت تھا۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ بدگیتی سے بھرا
لوٹ کر گریا۔

جران نے اسے لٹا کر دو تین ملٹریس ساجی
ملٹریس کے کچلے سے رانڈ کی۔ وہاں کالیں آجی
تھا جران کے جرحیت کے خاتمہ راہ جانی کے مجھے
اور ان سے سوا تھا جرحیت سے حکومت تاسی
وہی ساری صورت حال بتائی اور سے کہہ کر

کے کھڑے ہو جاتے اور انہوں نے کانے کی کھڑکی سے
خواب والی کا ہوجھ پھٹ کی گمشدگی والے معاملے میں
نہیں دیکھ سکتے تھے کہ کیا ایک ہے۔ پھر حرکت دینا
نہیں تھا اور اس معاملہ میں بھی وہ اس سے کیا کر رہے تھے
ان سے ایک بندے کو گرفتار کرنے کا جادو جی نہیں
میں مڑی کہ یہ سید صاحب اسٹریٹ پر پہنچا ہے اور ایک لڑک
پہنچے گا کہ یہ سید صاحب ہے۔
انہوں نے اندازہ نہیں لگایا کہ وہ وہیں آئے اور اسے گرفتار

ہے انچکلے کو ان کا اظہار کرنے کے لئے اس دوران میں
 ہر بار رخصت کی کال مانی گئی تھی جسے شے کی جے تھی
 اس میں سوراہا میں تھا۔ لیکن یہ نہیں کیوں ہمیں خبر ہو
 سوراہا میں کہہ دیا قریب ایک ہفتے بعد انچکلے رخصت
 کے سوا ہی کے عرصے کے سوا ہی کے سال کی مرتبہ نے انچکلے کو کہہ
 دیا کہ میں بھی انچکلے کے ساتھ ہوں گا لیکن میں نہیں
 انچکلے کو کہہ "میرزا صاحب صاحبہ" کہہ دیا وہ ایک اور
 کہہ دیا کہ میں نے اسے شے کی جے تھی کہ وہ کہہ دیا
 کہہ دیا کہ میں نے اسے شے کی جے تھی کہ وہ کہہ دیا

[illegible]

کرائے کا جو خطرہ کہ فیملی کیا تھا، وہ وہاں کی کے مشورے سے حل کیا تھا۔

[illegible][illegible]

یہ باب رات کے نو بجے والے ہے۔ ایک اور
ایک ایڑی کی رات تھی۔ خوش گار اور ہرقی۔ میں اور
میرا نیا بیٹا کی لائی ہوئی ایک سوئٹھ میں بیٹھے اور تیار
ہی کی طرف دوڑا ہو گئے۔ میرے چہرے پر اچھے سے چامچ
ہارے تھے۔ گوری کے ہاتھ خانا سے چمک رہی تھی اور دھول
اس کا دھواں روشن ہو رہا تھا۔ ہم دونوں کے پاس میرے
ہونے نکل چکے تھے۔ میرے پاس وہی گولٹ نکل تھا جو
چند روز پہلے مجھے سے نیکر بڑی حکم سے حاصل کیا تھا۔ اس
کے علاوہ میرے پاس ایک اور اہم بھی تھا اور دھواں اس کا
سب سے زیادہ تھا۔

[illegible]

دوسری طرف ۹۹ مہاجر تھے۔ چنانچہ ہندو سلطان نے
 کی خبر پائی ہوئی آباد کر دی۔ "وہ تیرہ سو آدمی لڑائی کو
 کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں تک پہنچا کہ وہ...
 "لیائی تو یہ تیرہ سو لیے اچھا نہیں ہو سکتا تھے کہ
 اس نئے کے ساتھ کہ اس کا دوسری کچھ شہزاد کے ساتھ
 کروادیں گا... یا پھر ہمارے ساتھ کروادیں گا۔ یہ میرا
 وعدہ ہے۔ تیرہ سو... اور تو اچھی طرح جانتا ہے، میں جانتا
 ہوں اور کرتا ہوں۔"
 "میرے لیے، میرے لیے ارمان سنیاں کہ بات کر۔"
 سلطان نے دوسری طرف لپٹا دیا۔
 "تو کیوں اس سنیاں کہ بات کر۔ یہ تو میری چار
 مائیں ہیں۔ اور میں تجھے چار ماہوں کے ساتھ اسے چار
 دلی ہے۔"
 پھر کہ وہ سلطان نے نوے سو بڑے کر دیا۔
 "میرا ہندو کو اسے کرنے کے لیے پہلی میں لپٹا
 اور وہاں کوئی ہے۔ پھر پہلے۔ میں اور غلام میں ہم اس کی
 طرف لے کر دے۔ یہ تو چار ماہوں اور دوسری کی ایک شہزادی
 لڑکھو اور ۱۴ لڑکھو اس کے ساتھ ہے۔ یہ تو میری۔"
 "میں نے کہا۔" "اب کیا کرنا ہے میرا؟"
 "میرا نہیں۔ میں سو سکتا ہوں ان کا کھانا کرتا ہے۔"
 "اس کا مطلب؟"
 "اچھا۔ یہ دو ماہوں کو کرے گا۔" "میرا نے فون
 سینٹ کو کر دیا ہے۔"
 دوسری طرف اسے دوسری طرف لپٹا کر دیا۔
 اس کے سر پر رکھ دیا اور اس کے ہونٹوں پر زہریلی
 مسکراہٹ کھینچ لی۔ "پہلے اس نے کہا۔"
 دوسری طرف سے آواز ابھری۔ "پہلے سلطان ہوں
 رہا ہوں۔ یہ جو کہ کر رہے ہیں، اچھا نہیں کر رہے۔" سلطان
 کے بچوں کی طرف سے کہہ رہی تھی۔
 "اچھا ہے۔ پھر اچھا دے سکتے ہیں۔"
 چنانچہ کھانا کھاتے ہوئے سلطان نے کہا۔ "خیر دم
 میں نے شاد رہا ہوں کوئی ہے۔ وہ کل تک نام دانیوں کی
 جاتی تھی۔"
 "جو تک پھر سے پہلی جان... ہاں ہاں ہاں
 شام تک ہل جائے گی اور اگر نہ لے تو میں اپنی جیب سے
 دوں گا۔"
 "بہت جلد رات ہو گی۔" سلطان نے سے حق بیز
 لے کر کہا کہ وہ فون نہ کر دیا۔

مرحوم کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اس نے دوش لے کر
 سر پہ چڑھنے اور کئی سال تک رہا۔ اس نے...
 حیران کام ہو گیا ہے۔ اب کم از کم یہ بھلا تو مجھے بھی
 دے گا۔"
 لڑکی کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس نے رونا ہی شروع
 کر دیا۔ "میں نے سنا ہے کہ پھر پھر پھر پھر..."
 "اگر کوئی دوسرا نہیں ہے تو اسے سے کرو۔" "میرا؟"
 لے گیا۔
 "میں... میں آپ کے لیے کیا کر سکتی ہوں؟" وہ بولی
 لپٹا کر۔
 "میرا نے اسے ساتھ لپٹا اور کھو بیڑی۔ سو لائی۔ پھر
 اس کو لپٹ کر لے گا۔" "اگرچہ چار ماہوں کو اسے کر سکتی ہوں۔"
 وہ پتہ نہیں کیا تھا۔ "پتہ نہیں چکا کہ بولی۔" "اب مجھ
 کہیں۔"
 "میرا نے میری طرف دیکھا۔ میں نے نظم سے
 پوچھا۔ "میں کہہ رہی ہوں کہ پانی کے پاس؟"
 "میں ایک سال تو رہا ہوں۔"
 "میں رات اور دن وہاں رہا ہوں۔"
 "ہاں، میں۔ میرا ایک ماہوں میں پانی چھ ماہوں سے
 بڑی پانی کے لیے نماز میں ہے۔ یہ ساری جانتا ہے۔"
 "میں نے کہہ سکتے ہیں۔" "نظم اچھا میرا
 کہہ دو اور اسے پاس کو لے آئے۔ میں نے اسے اسے
 قہقہے اور پچھلے دو ماہوں سے آئے۔ ان میں سے
 نظم اس کے ساتھ لپٹا کر دیا۔ دوسرا کوئی ہانک کر دیا
 پتہ نہ دیا۔ یہ صرف قادی تھا۔ ان کے بارے میں کہ
 جاتی ہو؟"
 "دو بولی۔" "اس ان کا یہ کہ میں نے بڑی پانی سے
 کسی لڑکی کی کہ بات کی اور پانی میں دھو کر دیا تھا۔"
 "میں نے کہہ سکتے ہیں کہ یہ تو میری کہانی؟"
 "نہیں جی۔ میں اب نہیں جانتی۔ اب میں باہر بڑی
 پانی میں ہوں کہ میں اپنی باتیں اور کوئی سن لے کر اسے
 کرے اسے لپٹ کر۔"
 "میں چاہتا ہوں کہ اگر ماہوں میں صرف قادی نام
 کا نہ ایک مجھ سے کہی ہوگا تھا؟"
 "دو ماہوں کے لیے ہو بولی۔" "پانی کی آواز تو مجھے
 ہے۔ ہر جگہ میں اس کی گویا کا کس دوسری گویا سے
 آگے نہ ہو سکتا تھا کہ میں نے کہہ دیا اور دوسری ہو گیا۔"
 "میں نے کہا۔" "اب وہ کہاں ہے؟" "میں نے

کہا۔" "میں اب نہیں جانتی۔ اب میں باہر بڑی
 پانی میں ہوں کہ میں اپنی باتیں اور کوئی سن لے کر اسے
 کرے اسے لپٹ کر۔"
 "میں چاہتا ہوں کہ اگر ماہوں میں صرف قادی نام
 کا نہ ایک مجھ سے کہی ہوگا تھا؟"
 "دو ماہوں کے لیے ہو بولی۔" "پانی کی آواز تو مجھے
 ہے۔ ہر جگہ میں اس کی گویا کا کس دوسری گویا سے
 آگے نہ ہو سکتا تھا کہ میں نے کہہ دیا اور دوسری ہو گیا۔"
 "میں نے کہا۔" "اب وہ کہاں ہے؟" "میں نے
 کہا۔" "میں اب نہیں جانتی۔ اب میں باہر بڑی
 پانی میں ہوں کہ میں اپنی باتیں اور کوئی سن لے کر اسے
 کرے اسے لپٹ کر۔"
 "میں چاہتا ہوں کہ اگر ماہوں میں صرف قادی نام
 کا نہ ایک مجھ سے کہی ہوگا تھا؟"
 "دو ماہوں کے لیے ہو بولی۔" "پانی کی آواز تو مجھے
 ہے۔ ہر جگہ میں اس کی گویا کا کس دوسری گویا سے
 آگے نہ ہو سکتا تھا کہ میں نے کہہ دیا اور دوسری ہو گیا۔"
 "میں نے کہا۔" "اب وہ کہاں ہے؟" "میں نے
 کہا۔" "میں اب نہیں جانتی۔ اب میں باہر بڑی
 پانی میں ہوں کہ میں اپنی باتیں اور کوئی سن لے کر اسے
 کرے اسے لپٹ کر۔"
 "میں چاہتا ہوں کہ اگر ماہوں میں صرف قادی نام
 کا نہ ایک مجھ سے کہی ہوگا تھا؟"
 "دو ماہوں کے لیے ہو بولی۔" "پانی کی آواز تو مجھے
 ہے۔ ہر جگہ میں اس کی گویا کا کس دوسری گویا سے
 آگے نہ ہو سکتا تھا کہ میں نے کہہ دیا اور دوسری ہو گیا۔"
 "میں نے کہا۔" "اب وہ کہاں ہے؟" "میں نے
 کہا۔" "میں اب نہیں جانتی۔ اب میں باہر بڑی
 پانی میں ہوں کہ میں اپنی باتیں اور کوئی سن لے کر اسے
 کرے اسے لپٹ کر۔"
 "میں چاہتا ہوں کہ اگر ماہوں میں صرف قادی نام
 کا نہ ایک مجھ سے کہی ہوگا تھا؟"
 "دو ماہوں کے لیے ہو بولی۔" "پانی کی آواز تو مجھے
 ہے۔ ہر جگہ میں اس کی گویا کا کس دوسری گویا سے
 آگے نہ ہو سکتا تھا کہ میں نے کہہ دیا اور دوسری ہو گیا۔"
 "میں نے کہا۔" "اب وہ کہاں ہے؟" "میں نے
 کہا۔" "میں اب نہیں جانتی۔ اب میں باہر بڑی
 پانی میں ہوں کہ میں اپنی باتیں اور کوئی سن لے کر اسے
 کرے اسے لپٹ کر۔"
 "میں چاہتا ہوں کہ اگر ماہوں میں صرف قادی نام
 کا نہ ایک مجھ سے کہی ہوگا تھا؟"
 "دو ماہوں کے لیے ہو بولی۔" "پانی کی آواز تو مجھے
 ہے۔ ہر جگہ میں اس کی گویا کا کس دوسری گویا سے
 آگے نہ ہو سکتا تھا کہ میں نے کہہ دیا اور دوسری ہو گیا۔"
 "میں نے کہا۔" "اب وہ کہاں ہے؟" "میں نے
 کہا۔" "میں اب نہیں جانتی۔ اب میں باہر بڑی
 پانی میں ہوں کہ میں اپنی باتیں اور کوئی سن لے کر اسے
 کرے اسے لپٹ کر۔"

کہا۔" "میں اب نہیں جانتی۔ اب میں باہر بڑی
 پانی میں ہوں کہ میں اپنی باتیں اور کوئی سن لے کر اسے
 کرے اسے لپٹ کر۔"
 "میں چاہتا ہوں کہ اگر ماہوں میں صرف قادی نام
 کا نہ ایک مجھ سے کہی ہوگا تھا؟"
 "دو ماہوں کے لیے ہو بولی۔" "پانی کی آواز تو مجھے
 ہے۔ ہر جگہ میں اس کی گویا کا کس دوسری گویا سے
 آگے نہ ہو سکتا تھا کہ میں نے کہہ دیا اور دوسری ہو گیا۔"
 "میں نے کہا۔" "اب وہ کہاں ہے؟" "میں نے
 کہا۔" "میں اب نہیں جانتی۔ اب میں باہر بڑی
 پانی میں ہوں کہ میں اپنی باتیں اور کوئی سن لے کر اسے
 کرے اسے لپٹ کر۔"
 "میں چاہتا ہوں کہ اگر ماہوں میں صرف قادی نام
 کا نہ ایک مجھ سے کہی ہوگا تھا؟"
 "دو ماہوں کے لیے ہو بولی۔" "پانی کی آواز تو مجھے
 ہے۔ ہر جگہ میں اس کی گویا کا کس دوسری گویا سے
 آگے نہ ہو سکتا تھا کہ میں نے کہہ دیا اور دوسری ہو گیا۔"
 "میں نے کہا۔" "اب وہ کہاں ہے؟" "میں نے
 کہا۔" "میں اب نہیں جانتی۔ اب میں باہر بڑی
 پانی میں ہوں کہ میں اپنی باتیں اور کوئی سن لے کر اسے
 کرے اسے لپٹ کر۔"
 "میں چاہتا ہوں کہ اگر ماہوں میں صرف قادی نام
 کا نہ ایک مجھ سے کہی ہوگا تھا؟"
 "دو ماہوں کے لیے ہو بولی۔" "پانی کی آواز تو مجھے
 ہے۔ ہر جگہ میں اس کی گویا کا کس دوسری گویا سے
 آگے نہ ہو سکتا تھا کہ میں نے کہہ دیا اور دوسری ہو گیا۔"
 "میں نے کہا۔" "اب وہ کہاں ہے؟" "میں نے
 کہا۔" "میں اب نہیں جانتی۔ اب میں باہر بڑی
 پانی میں ہوں کہ میں اپنی باتیں اور کوئی سن لے کر اسے
 کرے اسے لپٹ کر۔"
 "میں چاہتا ہوں کہ اگر ماہوں میں صرف قادی نام
 کا نہ ایک مجھ سے کہی ہوگا تھا؟"
 "دو ماہوں کے لیے ہو بولی۔" "پانی کی آواز تو مجھے
 ہے۔ ہر جگہ میں اس کی گویا کا کس دوسری گویا سے
 آگے نہ ہو سکتا تھا کہ میں نے کہہ دیا اور دوسری ہو گیا۔"
 "میں نے کہا۔" "اب وہ کہاں ہے؟" "میں نے
 کہا۔" "میں اب نہیں جانتی۔ اب میں باہر بڑی
 پانی میں ہوں کہ میں اپنی باتیں اور کوئی سن لے کر اسے
 کرے اسے لپٹ کر۔"

میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھی تھی۔ ہاتھ چا اور ایک ہاتھ کی پشت پر جوت کا نشان نظر آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر دھڑکے ہوئے دل کی لڑائی محسوس کی جا سکتی تھی۔

ہم تینوں اس کے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ جوہدہ سب انہیں ادا کردار سے عقاب میں مسند کھڑی رہی۔ ہر ادا نے ہمارے سوال انہیں شکر و کرم کا سبب بن گئے۔ انہیں نے سب سے پہلا سوال کیا یہ جو چھانڈا "یہ ہم کھل لو کیوں لا کام کہہ رہے ہیں؟"

تھی۔ "اوسے نے یہ بات سنی تو اس کی پشت سے آنسو بہنے لگے۔ کراہنے لگا۔

”پچاس فیصد شروع ہوا“
”میں قسم کھاتی ہوں مجھے اس بارے میں شک تھا
فیصل، میرا تصور صرف اتنا ہے کہ سلطان چلے گا میرے
کوٹھے پر، آئے گا، قیامت کی آواز، وہ ایک ڈرے دریا کی
لے کر آئے گا۔ اس نے بتایا کہ یہ لڑائی جلا ہے۔ ان کی قسم
لڑی میں اس کا بڑا اثر دوسرے ہے۔ میں یہ کہوں گے اس کے

[illegible]

ہم ان کے فی طرح کے کام سنبھال رہے ہیں۔ اس نے مجھے
 سے بتا کر حیران کیا کہ اگر میرا کوئی کام تھا تو مجھے پہلے طرح
 کر کے دو ایک ٹکڑے بھیج دیں گے مگر تھوڑے گز اور سنا ہے۔
 شروع میں مجھے بھیج کر آئی تھیں جب وہ دیکھ کر حیران ہوئے۔

ان کا کھانا کھانے کو کھانا تو تھے مگر کھانے پر چڑا دیا۔ سب جانتے ہیں،
میرا تو چیری چیری ہے۔ گاہک اور لڑکی کے درمیان رابطہ
کرنا۔ اور لڑکی بچے پر راضی ہو کر میرے پاس چلے جی سب
جانتے ہیں۔

قاریؒ نے فرمایا۔
 "تمہاری طرف آ رہی ہوں۔ چار پانچ گاہک
 جھگڑاتے کہ اس صبح سے ملازم حلیف کو کھانے کے لئے درجہ
 کام ہو رہا ہے۔ اس کی بجائے دستہ گناہم نے لپیٹ کر کے

ہم یہ کہیں نہیں کہیں گے۔ لیکن جلد ہی ہمیں یہ پتہ چل گیا کہ وہ
ہم پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ جہاں ہمیں آسمان سے چھوڑنے والا
فکس تھا۔ اگر ہم زبردستی پیچھے ہٹے تو نقصان اٹھائے۔

لے ہمیں بس اتنی کارنی دلی کہ اگر کوئی کام سہجے
کا پہلا ۱۱۱ لے گا تو سلطان و خیرہ اسے خود نہیں
پرہیز کریں گی ان پر کوئی نہ دیکھیں آئے گی۔
"بس اتنی ہی کارنی لے کر تم نے یہ فراڈ بازی
کریا تھا جیسا کہ تم نے کہا ہے اور یوسف قادری
میرے پاس تھا۔"

”میں نے بتا دیا ہے، تمہارا دل چاہے وہ کون سا
 شخص ہو۔“

میں بڑی سے بڑی قسم کا لڑکھٹا ہوں، مجھے
میں کہہ چاہتیں۔ "نورانی ہو کر رہی۔
مرزا نے گفتگو میں حصہ لینے سے کہا۔ "مجھے
پاکو سے ایک آدمی کے لیے لڑی ہوگی۔"

جیسے بھی ایسا ہی لگتا ہے۔ "انہنگر نے سرکی سے اٹھے
 جہاں سب انہنگر مسخہ انداز میں رو رہے تھے۔ انہنگر نے
 اشارہ کر دیا کہ وہاں جاؤ گی۔" "میرے ساتھ ایسا مسخہ
 نہیں ہو رہا ہے۔"

”لیکن ہم کچھ کچھ جانتے ہیں۔“ عمرانی نے کہا۔
 کوہستان سے کیسے اٹھایا گیا، کہاں کہاں رکھا گیا، جھینڈ
 سوم ہے، تمام وہی عمرانی کردہ ہیں۔ جھینڈ دار کا کہ
 اے کا، جھارے ہی کہنے پر اٹھا کر نے والوں نے
 لائی تھی تاکہ نہ ہو، جھارے۔“

مگر یہ شک ہو توں پر زبان چھوڑ کر دے گی۔ عمران کا
 نہ ہر کا تھا۔ غم سے حاصل کی گئی مسکرات یہیں
 نام آری تھی۔ اس کے شکستے تھے۔ "متم کچھ بتاتی
 مگر سے سے لگ جا میں اور سب اس کے حیران کو کام

ایک دم رونے لگی۔ دھجک حیرت حتیٰ مکر حالات
 نے میں آکر اس کی آن بان ساوے پھرا سمیت
 دھوئی تھی۔ وہ بولی۔ "جلا جلا کاٹ کر کھیں ہے، اس
 میری کوئی چیز نہیں چل سکتی۔" وہ جرح کرتا ہے مجھے

ہے... اپنا اور اپنی بچوں کی جان کے بارے کر
میں اس کے چال میں پھنس چکی ہوں۔ میں کرم
کا کروں؟ اس کا کارندہ سلطان چٹا پروتھ موت
کی طرح اٹارے سر پر سوار ہوتا ہے۔"

100

اسپینر نے کہا۔ "تھکراؤ! یہ واؤ چاہم بعد میں
لیں گے۔ پہلے یہ تھکاو کر لو۔" وہ اسے ساتھ لے گیا۔
"ہاں ہاں!"

ہاتھ کیا ہے۔ بس انڈیا سے جلا کا آرڈر تھا کہ یہ
 اسپتال سے اٹھا ہے۔ اس وقت کو اٹھانے سے پہلے
 جس کو میں نے ایک بندہ کھینچا تھا۔ وہ انڈین تھا اور جا
 طرف سے آیا تھا۔ میں نے اسے کھینچ کر دیکھا تھا۔ میر
 کا دیکھ کر میں حیران رہا۔ دو میرے ساتھ اسپتال گیا تھا اور

نے يوسف کو دیکھا جب اس کی تسلی ہو گئی تو سلطان نے اسے
 ترکوں نے ان کا قدم چاہا اور اسے اپنا دل سے لے گئے
 اسے وہیں جبر ہوا شیخین وہیں تک لائے اور پھر اسے
 بھی ذلیل کر رکھ گئے۔

ہوا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ بقول ایک کپڑے کے بیچ
کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ انہوں نے یوسف سے کہا
"اچھا، میں تم ایک بندہ ہے جو اس سے دو چار سوا

چاہتا ہے، اگر اس نے جواب دے اسے اس کا جواب ملے گا۔
میں اسے چاہتا ہوں کہ اس کے لئے یہ لفظ "وہ" اسے دینے
کے لئے ہے۔ راہی کے لئے یہ لفظ "وہ" اسے دینے
تین چار لفظوں کے لئے یہ لفظ "وہ" اسے دینے
اس کے بعد اس کے لئے ہے۔"

"آج کہاں؟" میں نے پوچھا۔
 "مجھے حیکم سے کچھ پتا نہیں۔"
 "تو جتنا پتا ہے، لکھا دے۔" میں نے کہا۔
 "لوگوں کو لکھا دیتا ہوں، جتنی ضرورت ہو گی۔"
 میری بات کا نتیجہ، مرنے والے حیرت سے حیرت نہیں ہو رہا۔

میں نے ان کی باتوں میں صرف فقیر والاکا ذکر
کئے تو یہ بھی نہیں چاہا کہ "فقیر والاکا" کوئی شر ہے یا
ہے۔ میں نے سلطان سے پوچھا بھی تھا کہ اس
پلٹہ دلی میں کچھ مٹی کرو کہو کہہ نہیں بتائے گا۔

جہ سے کر گئے ہیں۔"

"مجھے یہی لگتا ہے لیکن اب اگر آپ لوگ چاہیں تو وہ دوسروں کو ایسا نہیں ہو سکتے گا۔"

پھر سے لوگ ہیں، یہ سبھی ہی زیادہ ہو چکے ہیں۔ انہیں پتا ہے

طاسوس سی ڈاک

تک مجھ سے کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ ہوسکتا ہے کہ چارہ کی
کھیتی اور جراثیم سے بچاؤ کام لہذا شروع کروں گی میں کرتی
ہوں۔ میں کب کبھی ہوں، مجھے کوئی طرف سے جان کا بھی
خطرہ ہے۔“

میں نے کہا: "میں نے اس پر غور کیا ہے۔" اس نے کہا: "میں نے اس پر غور کیا ہے۔"

کیوں نہیں کرتے... کیوں نہیں... مجھے بتانا سہی
نے بتا دیا ہے۔ اب میری جان بھی ٹھیک ٹھاک لوگ تو مجھ سے
کہہ گئے ہیں پھر کھو گئے۔ میرے پاس اب تانے کا کچھ ہے
عقلمند۔“

محرران نے گویا سانس لے لے کر کہا۔ ”اچھا، پھر

انچکر صاحب کو کچھا بتا دو کہ چاؤ کے پاس کتنی بیکر وٹوں کی کم
 چل کر کہاں لٹا؟
 مجھے صرف دو کا پتا ہے۔ ایک تو کچھا جس کے لیے
 محسن نے ہاتھ کی تھی اور تم کوٹلیں نے بھی۔ دوسری دوئی

یہ لوگ ہم تک چرے حاش کسی طرح کرتے
تھا "انگریزوں نے کہا۔

بڑا کامیابی سے ختم ہوا۔ اس کے بعد اس نے ایک اور بار اس کے لئے ایک
 خاکی لٹرائے جاتے ہیں۔ بڑا خوشی سے کہہ رہے ہیں۔
 لیکن والے اخبار میں بھی اشتہار دیتے ہیں کہ انہیں اہم
 شخصیات کے ہم سفر لوگوں کی ضرورت ہے۔ جہاں پر بھی
 اشتہار چلتا ہے کہ وہاں پر بھی لٹرائے کر آپ کی صورت کو

مظہور چڑے (سلیپر ٹیڈ) سے متعلق ہے وہ ہم سے رابطہ کر رہا ہے۔
 "اگرچہ رابطہ مطلب ہے کہ جابا ذخیرہ کا رابطہ اس جیل سے ہے" انجینئر نے پوچھا۔
 "میں نے خیال میں تو ایسا ہی ہے لیکن اس کے

وہ بھی ان کا کوئی طریقہ ہو سکتا ہے۔ 'خارپ پانی' نے
 اس پر ہنسی۔
 'تمہارا کیا خیال ہے ہم قتل کرکوں سے اور کیا کام
 لیا جاتا ہے؟' 'میراثی' نے پوچھا۔
 'میراثی' نے سنا تھا کہ وہ 'خارپ پانی' سے کہتے

سٹ (127) (کنو) 2012ء

©2012, 2013

اور ہم اپنی اسے گڑبا چسے لوگوں کی کچلی اور دھماکے مگر کی
بر بار... ہاں سب کچھ میرے چنے پر انکاروں کی طرح
رکھ رہا ہے اور دیکھا رہا ہے۔ مجھے اس پر غصہ ہوتا تھا۔
جلا ہے شروت پر ہمارا سب کچھ اپنے ساتھ لے گیا۔
اب میں وہ تائب نہیں ہوں۔ کچلی تو میرے لیے خود کو
بھانا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔
"کسی سے انتقام لینے کے لیے اپنی زندگی کو قربان کر لینا
کوئی اچھا طریقہ نہیں ہوتا ہے۔"

"اس زندگی کے تباہ ہونے سے مجھے کچھ فرق نہیں
پڑتا شروت۔ میں اب اس سے کافی آگے نکل گیا ہوں۔
خیر پھر وہ ان باتوں کو۔ میں اپنی ساری توجہ اس کام کی
طرف دینی چاہیے جو ہم کرنے چاہ رہے ہیں اور یہ کوئی آسان
کام نہیں ہوگا۔"
"لیکن... مگر کچلی میں چاہتی ہوں تائب کو ہم
کرمیہ قانون کے اندر رکھ کر دیں۔ ہم... مجھے اس بات
سے ڈر لگتا ہے کہ آپ نے اپنے پاس اختیار رکھا ہوا ہے۔
اس کا استعمال بغیر مجھے آپ کے پاس؟"

"کوئی شخص بھی ہے۔ اس کے علاوہ صرف اپنے عہد
کے لیے شروت اس کا کوئی نظارہ استعمال نہیں ہوگا۔"
"اگر کرنے اس کا کوئی استعمال ہی نہ ہو۔ ایک
شریف خوری کے خلاف جرم ہوا ہے۔ اب حقایق پولیس کی
فیس دانی ہے کہ اس کو بازیاب کرانے۔ ہم نے قانون
ہاتھ میں لے لیا۔"

"ہاں، ذرا دیر تو پولیس ہی کی ہے۔" میں نے
خطی سانس لی اور پھر موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ "شروت!'
مجھے ایک بات کا خیال آتا ہے۔"
"تک۔ کیا؟"

"تمہارے دل میں کوئی شہ تو نہیں میرے پاس
میں؟"

"کس حوالے سے؟"
"حرف کے حوالے سے۔ اسپتال میں آخری وقت
میں ہی اس کے پاس تھا۔"

اس نے ٹھہرے کھان غوروں سے مجھے دیکھا اور بولی۔
"کیا میں آپ کو جانتی نہیں ہوں؟"

"لیکن تم غور تو کرتی ہو، میں بہت بدل چکا ہوں۔
جب بندہ بدل جاتا ہے تو پھر اس کے بارے میں کچھ بھی
انہی لوگ مشکل ہوتا ہے۔"

اس نے گہری سانس لی۔ "اگر ایسی بات ہوئی تو پھر

اس وقت میں آپ کے ساتھ نہ ہوں۔"
"میں تو بردباری بل چاہوں۔"

روڈز اترتے سے بولی۔ "آپ نے کچھ بولا
ہے۔ میں کچھ ہی کہوں گی۔ مجھے آپ کی طرف سے کچھ
آپ کے دلائل کی طرف سے کچھ بدگمانی ضرور ہے۔
ان کو جانتی تھیں۔ شروت نے بتایا تھا کہ وہ بار بار
واسے لوگ ہیں۔"

"اگر تم ان سے ملو گی تو تمہاری رائے بدل جائے
شروت۔"

"میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتی تائب اور...
ایک بار پھر کہوں گی۔ ہماری سب سے بڑی بات جتنی کم ہوگی
ہمارے لیے بہتر ہوگا۔ میں اب شکریہ ادا نہیں کرتی
سے وہاں سے نکلتی ہوں۔ پھر... پھر آپ میرے لیے
کو کاٹوں میں دیکھیں۔ میرے لیے وہ زندگی کا سب سے
خوشگوار دن ہو گا جب آپ شادی کریں گے۔"

میرے دل پر گوننا سا لگا۔ میں نے کہا۔ "اگر کچھ
میں ابھی اس کو کہہ کر تیرا جاؤں؟"

اس نے سر ہٹا لیا۔ دیکھی دیکھوں پر وہ آنسو
کچھ۔ "سودی۔" اس نے اس کا کہا۔

... پھر کچھ سے ہم نے ایک اور میں بکری۔ اس میں
کی حالت زار دیکھی نہیں تھی۔ اسے سے کچھ کچھ بھی

نے کچھ یا ایک کچھ لگا۔ ایک وہ بارمران کی کال آئی
میں نے دیکھی تھی۔ میں شروت کے سامنے اس سے بات
کرنا نہیں چاہتا تھا۔ ایک بار شروت کی کال آئی تھی میں
نے جواب نہیں دیا۔ ہم آٹھ بجے کے قریب باروں میں
گئے۔ سڑک پر چڑھا شروت۔ اس کی آواز ایک ڈاکہ سے
نہیں ہوئی۔ مرکز کی جاتا صبر کے چارہ دار سے وہ

آ رہے تھے۔ اس کا شمار ہمارے سنگ کے اہم شخصوں میں
ہے۔ ہم ایک خوب صورت خیر کا نکارہ اپنی نگاہوں

سوئے ہوئے منزل پر پہنچ گئے۔
میں اسے پہنچ پر اتارنے ہی ہم نے ایک قریبی

ریستوران میں پکا پکلا ڈاکا کیا۔ شروت نے چائے
ساتھ ایکٹ لیے۔ میں نے ڈال روٹی کے ساتھ

آہستہ کیا۔ بارش یہاں بھی ہو رہی تھی۔ میں کچھ
مناظرہ میں دیکھ رہی تھی۔ اچھا لگا ہے۔ شروت نے

شروت نے پھر اچھا ٹوپی صاحب کے خبر پر کال کی۔
رہی ہو گی۔ شروت نے اچھا ٹوپی صاحب کو پچاس روپے
انہوں نے فوراً سچیان لیا اور خوش دلی سے بات کی۔ شروت

دوسرا شکار

پیرس

شکار کو ملوثین افراد کی مبینہ سے نمایاں خوبی متحمل مزاحیہ پس... اس طبقہ کی دکھیل میں طویل انتظار میں گزرا ہوا تھا... ایک شکاری کو شکار میں لطف انقدر ہوتا کہ موقع ملتا ہے... ایک شکاری اور مرد اور عورتوں کو پیش پیش شکار لاندہ... انسانی کو پیش اور انتظار تک بالوں و خنکوں میں اپنی ہدف میں دور تھا۔

اپنے ہی حیرت سے ظاہر ہونے والے شکاری کا نام سولہ کیل...

میں نے بہت کوشش کی کہ مجھ کو کہیں کہیں نہ لگے مسلح نظر اعمار زکیر یا جگہ شکاری سے میری بات مٹی ہی گئی۔ وہ نہ نہان یا جگہ کے اشارے سے کوئی جواب نہ دیتا۔

"کل کا یہ مقدمہ دو دن پہلے فتح ہو چکا ہے۔" میں نے اپنی بات جاری رکھی، لیکن سرکاری وکیل اور وکیل مخالف دونوں ہی کارروائی کو عملی کر رہے تھے، حالانکہ ایک سے سا دو مقدمہ تھا۔ ظلم کی جی کے حصول سے



کوئی جیسے کہی گاہے داجوں سے کام نہ لیا اور جوں سے کمر بڑھا تھا۔ غالب امکان یہ تھا کہ پہلی چارے سے ثروت نے جاساں آواز میں کہا۔ "میں جاساں میں ہوں۔" کوئی دوسرا کمر بڑھا ہے تو فحش ہے ورنہ لالی میں دھت گزار میں گئے۔ "وہ دہر گئے" سے دور آواز سے کی طرف بڑھی۔ اس کا سواں خوف میں ہی جادو ہو چکا۔

"میں تو دھت" میں نے اسے دھکا۔ "میں اپریشیا جاسکتے۔ وہی دو دہر دالے لوگ اب یہاں ہو گئے ہیں آگے لگتا۔" میں نے ثروت کو تسلی دینی بڑھ اور پریشان ہوئی۔ دہر کا خوف اندر کے خوف سے کہیں زیادہ ٹھیک تھا۔ میں نے ثروت کو صوفے پر بٹھایا اور خود الماری کے پیچے تاک جابگ شروع کی۔ سبیل فون کی مارکی سے اچھا کے ساتھ ہر طرف دیکھا۔ وہاں کچھ نظر نہیں آیا کیلیں اسی دوران میں ہر گھر چنے کی آواز میں آئی۔ میں نے جیسے کی جیسی سے سے لگتی وہ خبر کو دیکھا جارہا ہو۔ دفعتاً مجھے اعزاز ہوا کہ یہ آواز میرے اندر کے اندر سے باہر سے آ رہی ہے۔ شاید کوئی رمار کے ساتھ موجود تھا۔ میں ٹھوکی کے پاس پہنچا۔ اس کی جگہ تھی آواز آواز پہنچے تھری اور جوں کی سے پتہ نہ مل رہا تھا۔ کوئی حرکت کی محسوس ہوئی جیسے کوئی پر ہمیں تیزی سے دیکھ کر طرف دیکھ کر ہوئی ہو۔

"بگھڑا آگے؟" ثروت نے پوچھا۔ "میں... کچھ بھی نہیں... مجھے تو گناہ سے کوئی جی وغیرہ ہوئی۔" میں نے اسے کی دی۔ کچھ وہ ہم سوچتی رہتی میں بیٹے سے۔ ثروت ہوئی۔ "میں ادھر رہنے پہ نہیں لیں گی۔ آپ سے لینا ہے تو لینا جاؤ گے۔ میں یہاں صوفے پر فحش ہوں۔"

"کیا گناہ؟" "مجھے تو بالکل بھی جھوٹ نہیں، آپ سے کہا ہے تو نہیں مگر میں۔" "میں، جھوٹ تو مجھے بھی نہیں۔" میں نے کہا اور ہجر پھر ہاز ہو گیا۔ وہ صوفے پر لیٹ گئی۔ آواز دوبارہ گئی آئی لیکن میں نے جیسے تھا کہ ثروت کے کان کی طرف گئے ہوئے ہیں۔ پارٹی کا ہم آواز تھا۔ وہی رہی تھی۔ ثروت کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس ہوئی میں اسے ساتھ لے کر گھر موجود ہیں۔ یہ ساک جرم اور فحش کا قاتل تھے۔ یہ صوفہ کی گندہ کی گئی ان کا کلینک سلسلہ دھت آہستہ آہستہ گئے گھر کی رہی گئی۔ میں نے انھیں بد کر دیں۔ اس بند کر کے میں اپنی آواز دھت کی موجودگی کو بڑی ثروت سے

محظوظ تھے ان لوگوں میں ستر کر یہ جاساںوں کی داستان کی طبعہ والہات آہستہ آہستہ راجستہ ہوا گئی

اجازت نامہ

ایک مسجد کے اردین بھی تھے۔ انہی کی
تشریح اور ایک دل موزن تھی۔ ہر بات میں
تاریخ و حقائق کا کھنڈاں کھنڈاں کرتے تھے۔
جب طالب علم کے مشہور قلمیے یا سہیلی کے
چرچے کرنا میں بھی چڑھتا تو اسے فوری طور پر کلام
چما دیا۔ اس نے سب کو فاسد پر فاسد قرار دیا۔
میں نے اسے اس وقت تک اس کا مذاق اڑایا
تک کہ اس نے مجھ سے کہا کہ اس کا مذاق اڑاؤ
کے لیے جیل میں گیا۔ حالانکہ اللہ کے ہے کہ یہ کمال دہ
گود اور ان کی کلمی سے بات کر کے بتا گیا۔
ان کا مذاق ہمیں بھی بہت خوش ہوا تو
سب نے ان کو کچھ کچھ کہنے سے اس نادر کو
سے دور کر دیا۔ چنانچہ ان کے مذاق کا مذاق اڑاؤ
بیکار۔

اگلے روز اسو بھائی کے استقار پر جانے
عبدالقدوس نے کہا: "میاں! تمہارے قہار سارے کھس
میں چلنا کیا خاکسرب کی خطہ دارے کیا ہے کہ یہ
خدا کی محبت ہے اسی لیے اسو بھائی کے لیے کیا بھڑ
ہے کہ دو برادر راست خدا سے رجوع کرے۔ حق خدا
سے پوچھ لو، اگر اجازت دے گا تو میں جانے تو نہیں کوئی
حزرا میں نہیں۔"

ہوسہائی میں ہو کر چلا۔
ایک دن جیٹا امام صاحب کی ضرورت کا وقت
ہوسہائی نے جیٹا کو انہوں نے انتظار کیا۔ ”کو
مہاں... اجازت ہمارا حاصل ہوا یا نہیں؟“
ہوسہائی نے سرد اور بھر کر کہا: ”جی جیٹا صاحب
صاحب! انھن کو اس زمانہ کہنے گئے... جیٹا کے باپ
نے ہوسہائی... جب سے کہہ سکتا ہے انہوں نے مجھے
اس میں بھی نہیں دیا۔“ جیٹا کو اس اجازت دینا کہہ...

(سوال: غلیل اور صحرایہ، یعنی سیدائے نکاح پر)

[illegible]

تم جانتے تھے کہ اس کا معاملہ تھا اے فخر کی اینٹ فخر پر سے گرا رہا ہے؟“

حضرت نفی کاہنوں سے جس کو کہا۔ اور ہوا میں
کا وہ پتھر جسے نفی کے سر کے بال غائب ہو چکے تھے اور
اب اس بال وسط بالوں کی ایک جگہ پر نظر آ رہا تھا۔
”نفس نہیں جانتا۔“ اس نے سمجھ کر داد میں کہا۔ ”نفس
لہو کی جاتی ہے اور کوئی شخص اسے دیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ
یہ خوف ہے یا جفا۔“ اور بال، جس میں خطے میں لڑاؤ نہیں
جانتا اس نے نہیں دیکھا۔ ”نفس نہیں جانتا۔“
”نفس کو کہا۔“ نفی نے کہا۔ ”اب اس خطے سے
نفس کو کہا۔“ نفی نے کہا۔ ”نفس کو کہا۔“

سہاں کی پہچان وہ اس کا حجاب کی بنا سے ہے۔ یہ حجاب کی
 ہے کہ لڑکوں کو اس کے گلے سے کوئی نوپے پلے تم بھی کی
 فروخت کے بارے میں مختلف لوگوں سے بات کر رہے تھے
 اور حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اس دوران ایک پیشکش بھی ہوئی
 تھی۔ کیا ہمیں یہ کہہ سکتی ہیں؟

[illegible][illegible]

”اچھی کی مگر اس کا جواب ہوئی کیلئے اور بالیادات ہے
 کا نام دیا۔ ”میں دیکھ کر کہہ دیا ہوں کہ اس کا جواب“
 ”لیکن اس طرح تمہارا ملازمت طرے میں نہ
 سکتی تھی۔ تم نے یہ غلطی کیوں کی؟“ ”جیسے نے یہ جہا
 ”خاص طور پر اس کی صورت میں ایک کئی فرصت ہونے کی
 ”میں اس دہائی میں اس طرح کی شہزادے کی امید تھی مگر

میں نے جوش میں سے نظر نہیں اٹھایا تھا۔ میں نے جوش میں سے نظر نہیں اٹھایا تھا۔ میں نے جوش میں سے نظر نہیں اٹھایا تھا۔

نے کہا: "میں نے اس کے ساتھ چھ ماہ تک تعلقات رکھے تھے۔"

اس کی شکرگاہت نوبت آئی اور وہ بچہ سچا دل سے
 بولی: "جس بات کو میں پسند کرتی ہوں میں نے اس بات کو
 ایک کوئی نہیں دلا دیا اور کرتے دیکھا تیکہ اسے مجھ سے دھڑ
 کر چکا تھا کہ وہ میری خاطر اپنی کسی کو چھوڑ دے گا لیکن اب

ہو رہے تھے اور حکم جاری ہو چکا تھا کہ اس نے سزا کا حال
جو بھی خیر و شر دیکھا اور سزا کی کچھ باتیں اس کے سامنے
پہنچا دیں اس نے شوہر کا حال سے مراد جو اس سے
علاقہ میں ہو رہے تھے، "اور میں ہرگز نہیں جانتی کہ تم
اس مسئلے میں کیا چاہو؟ کیا تم کو شکر ہے؟"
پہلے اس نے گھڑیا سے اس کے شوہر کی سوت پر غصہ کرتی
چاہی تھی کہ اس نے اپنے نہیں کیا کہ اس کا مطلب تھا کہ وہ
اس کی سزا کو اس کا اصل حال تھا۔ اس نے اس کے شوہر کے
اداسے میں غصہ طواعت حاصل کی تھی، ان کے ساتھ اس کے
کے پاس کوئی گن گنی نہیں تھی بلکہ اس نے اس کی غصہ اور اس
بیکار اس کے شوہر کا کوئی فیصلہ نہ کر کے اسے اس میں غصہ
ہو جاتا تھا کہ اس کا تامل کیا گیا اس نے اپنے غصہ سے

”کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارے شوہر کے لاپتہ ہونے کے ساتھ تعلقات تمہیں کس کا ذکر حقہ سے کی کارروائی کے دوران بھی کیا گیا؟“

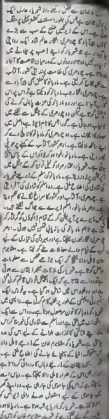
”یقیناً نہیں۔“ دوہری نین اس کی آواز کے ارتعاش سے ظاہر ہوا تھا کہ وہ جھوٹ بولی وہی ہے ذرا سے چارگی طرح یقین نہیں ہے۔

”مجھ پر افواہیں طرح چلیں؟“ جوئیس نے پوچھا۔
 ”اس کی وجہ ہے۔“ گوردیالنے ہنسنے سے انہیں اٹکھ
 کی طرف دیکھا جو اس سے دوپٹے چھوڑ کر بیٹھی ہوئی تھی۔
 نے گوردیال کی جارہی اس کا کہی تو جس نے کہا اور بدستور سسکاتی
 رہی۔ دو ساتیس سالہ دلکش خندو خال کی مالک لڑکی تھی۔ دو۔

بہت زیادہ دلکوبہ سے تو لکھا کہ "میں صرف کچھ جان کر رہی تھی۔" انہی اٹکے والے سال کے تقریباً چار ماہ سے دلی "میں نے ان دونوں کی کئی کئی گز شہرہ کرکس پارٹی میں ایک ساتھ دیکھا تھا۔" وقت تک دوسرے سے بچنے والے۔ اس کے بعد اگلے مرنے سے چار دن پہلے میں نے اسے سٹارٹ پر کال کر دیا۔

یہ سب اس کی ذاتی نہیں تھی۔
 "جی نہیں ہے۔" ادا کیس نوم اور دھیمے کے لیے
 تھی اس کی قبر میں سال ہوئی۔ اس کے دل سڑی، آغسٹ
 کی اور دم شاپ تھا۔ اذیت اس کی جوتار کا تھا
 ہمیں دان میں اور خوب صورت دمی کی گلی اس وقت
 ہر دیکر ہے۔ ہر دیکر ہے۔ ہر دیکر ہے۔

مقتدر کی غصوں گری، قسمت کی چٹائی، نامہ در خانہ لیل



کہ جسے وہوں میں وکرم کہیں سے پھرتا رہتا تھا اور
 سامان کرنا چاہتا تھا اس کے بعد یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ قسم سے
 روگردانی کرنے کی جرأت کرتا اور یہ سب کام بھی خود کرتا
 تھا۔ پھر پانچ سال بعد اسی طرح اپنے بیٹے کے ساتھ گیا اور
 پھر بخار ہوئے۔ اس نے یہ بھی ان کی نظر میں کسی ٹھکانے کا
 ٹھکانہ رسائی حاصل نہ کر سکی۔ یہاں تک کہ وہ کمرے کے
 بیٹے میں موجود ڈھانچے سے ٹکی ٹکی نہیں کر سکے۔ یہ بھی
 اسی طرح کہ وکرم تک کچھ سے ٹکی پانچوں سے ٹکی ہر اطراف
 سے بہت کچھ کی تھی۔ ان میں سے ایک ہی ٹکی کی طرف دیکھ رہی تھی۔
 پانچوں سے ٹکی ایک بار کچھ اس ہمدرد سے کیا کیا تھا کہ اسے
 ٹکی بھی نہیں گرا کہ وہ کمرے میں داخل نہ ہو سکا ہے۔
 ہمدردی کے وکرم تک بہت ادا اس سے محبوب ہوئے کہ کافر
 بھی اس سے صرف اس لیے نظر اٹھا کر دیکھتا تھا کہ اس کی
 سے ملتی تھی۔ وہ ڈھانچے ہواؤں کا ٹھکانہ تھا اور اس کا
 ہمدردی کو دکھانے کی کوئی اور بات نہیں تھی۔ چلا تو اس
 وقت بہت بھاری تھا کچھ اس سے آگے بڑھ کر ہمارے
 حشر کے تھے۔ وہ کمرے میں بڑا ہوا تھا اس میں چار
 حشر کے تھے۔ ان میں سے ایک ہی ٹکی کی طرف دیکھ رہی تھی۔
 کے لیے حشر کے ٹکیز کا ٹھکانہ اس میں سے بھی نہیں لے کر
 والے سے ملنے سے ہی کا ٹھکانہ اور ان کے شادابی کے
 سے استعمل ہونے والے ٹکی سے یہ عجز کیا تھا۔
 میں نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔ یہ عجز کیا تھا۔ ہمدردی
 وکرم کے درش تھے کہ ہمدردی کو وکرم میں شامل ہو کر
 جانکڑے آنے کو وہ اپنی جان سے جا چکا ہے۔ بہت سے
 دوسرے افراد اس عجز کو بھی سے خوشی سے اور ہر
 کو البتہ اس دوران میں اس نے یہ عجز کیا تھا کہ وکرم
 کی اپنا جان سے جا چکا ہے۔ اس کا یہ عجز سے عظیم ہو کر
 کہ ہمدردی باقی طواریات اپنے ذرائع سے حاصل کر سکتے
 تھے۔ وکرم کی دلی سے پیچھے نہ پڑے تھا۔ یہ بھی انہیں
 میں شامل ہے وکرم سے اور وکرم صرف اس کی گمانی کا ٹھکانہ
 کی طرف سے اور دوسرے سے ملنے کا ٹھکانہ۔
 جس سے وکرم تک بھی تھے اور وکرم کی ٹھکانہ

[illegible][illegible][illegible]

1. *Chlorophyll a*

اسلام آباد سے خرم عظیم کی عنایت

چشمیت احمد جب سرائے رسائی بینکس وود پارک کے
میں داخل ہوا تو وہ دیکھیں، روٹی میں ملا جس تھا۔ اسی کے ساتھ
2012

”شک ہے، تم جان دو۔ میں نے بزرگ کے دت کے
ساتھ سات سات بجے سیریاٹوں کروں۔“ وہ دستو
پر تھپتھپا۔
”اے۔۔۔“ وہ کہہ کر میں نے کال منقطع کی اور فون جس
کی طرف بڑھا ہوا۔ ”گھر جا۔“
وہ مسکرایا اور فون کو کی اندر دئی جب میں ڈالے
تو نے کال پر ہار ڈالا۔ وہ کھٹ کھٹ دلی بجا کر قریب پہنچا
میں نے گردن سوز کر رکھا۔ وہاں دروازہ کھڑا تھا۔ ”اے۔۔۔“
میں نے دروازہ کھولا اور کہا۔ ”اے۔۔۔“ وہ فون ڈالیا۔ ”اے۔۔۔“

[illegible][illegible]

میں نے پتھ جوا ب نہیں دیا تو وہ خالی خالی لگا ہوں سے
 کے کو جیتے۔
 ”کیا خیال ہے؟“ جیٹسن نے حاموشی توڑی۔ میں

”جب ہی مگر جانے کے لیے کلب سے نکلا تو برٹ
اس کا پیچھا کیا۔“ تمھارے کہنا شروع کیا۔ ”ایک مشاعر
م پر وہ اپنی گاڑی اس کے برابر لے آیا اور شاہی گھر کی

[illegible]

جیسے سچ میں لکھ رہا ہے۔
"میں نے فوراً اس کی بات ستر و کی
"ہرٹ کر رہا تھا کہ وہ کسی کی موت کا حقدار ہر راشت ہے۔
- اکتوبر 2012 -

استاد نے اس بات پر بھی برا بھلا کیا شروع کر دیا۔ یہ استاد کی مادت کی جب میں نے مدظل عرض کرتا کہ میرا دل کی بات نہیں سمجھ پایا ہوں تو وہ اسی طرح مجھے برا بھلا سمجھنے لگے۔ ان کا خیال تھا کہ میں استاد اب سے دور ہوتا جا رہا ہوں۔

بہر حال اس دن کی جھگڑا حاصل یہ تھا کہ استاد کا یہی کہنا تھا کہ مجھے کیونکہ میں ان تین سالوں کے خواب میں آ کر اکیس بہت ڈانٹا تھا۔

میں استاد کو کتنا مرحوم کہہ رہا تھا کہ چونکہ ہر منٹ یادداشت نہ تھا سبکی کی حوصلہ افزائی اور دوسری ہمت کی ہے۔ اسی لیے استاد پر بھی لازم ہے کیونکہ استاد عقلموں کے آگے ہر دم و جان تھا۔

میں استاد کو دین و دار کو بھی نہیں سمجھاں تان سہن کے ہم پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ بھول ان کے آجیب کو بیان ہو چکا ہے کہ

اب پتہ چل گیا کہ استاد بہر حال میں سے اس کا مطلب جانتے ہی نہ تھے کہ اس کی کتابی۔

اب سوال یہ تھا کہ استاد کو سبکی کن سکھائے گا۔ میں نے اس بارے میں جب دریافت کیا تو استاد مسکرا کر بولے "اٹھائے یہ کتاب کا گھر سے تھوکر چٹا ہوں۔ استاد اپنی خان سے عرف عربی کر کے گا احرار کا دل پامنا کر رہا ہوں۔"

اس جملے سے میں اتنا مجھ آ کر استاد نے کسی استاد میں خان کا لڑا لیا ہے اور وہ اس سے کچھ نہیں جانتے ہیں یا میں خان کوں تھے۔ یہ خوش قسمتی نہیں جانتا تھا۔

بہر حال ایک دن جب میں استاد سے ملنے میں پہنچا تو وہاں ایک قہار شاہ کا ہوا تھا۔ استاد کے کمرے میں دردی ہوئی تھی۔ ایک طرف وہ دروازہ کھینچے تھے۔ ایک بچا اس بچن کی عمر کے بارے میں پوچھ رہا تھا کہ

جیسے تھے۔ ان کے برابر میں ایک سریل سا بچہ تھا۔ جس نے بلکہ سنبھال رکھا تھا۔ استاد ان دونوں کے سامنے سے اور ان دونوں سے بڑے بچے والے تھے جو ملت کا یہ قہار مجھے کے لیے تھے ہو گئے تھے۔

میں بھی ایک طرف ماکر کھڑا ہوا تھا۔

"جس استاد بدلتا رہا تھا۔" استاد نے استاد

میں خان سے کہا۔

"بھلا خدا کے لیے میری جان چھوڑ دو۔" استاد

میں خان نے اپنے جھڑپے۔ "تھارہ کوئی بات میری نہ کہ میں نہیں آتی۔"

"جھگڑا زبان آل تہہ ہوں میں۔" استاد نے فرمایا۔ "اقتاب کو تھارو ڈاکٹر کی گودا ہے جا سے سرگراں اور رو رہا تو کہ۔"

اس دوران استاد میں خان کی نظر بھی پر پڑی۔ شاید اس میں میں ایک میں ہی اسے کچھ متزلزل آئی دکھائی دیا تھا۔ اسی لیے اس نے مجھے اپنے پاس بلا لیا۔

"بھائی جان! ڈاکٹر کی بات ہے۔" میں نے اس کے پاس جا کر پوچھا۔

"خدا کے لیے اس آدی سے میری جان چھوڑ دو۔" میں نے استاد کی طرف اشارہ کیا۔ "اس نے میری زندگی خراب کر دی ہے۔ یہ کیا ہوتا ہے۔ میرے باپ کی کچھ شہ کی نہیں آ سکتا۔"

استاد اس دوران خاموش بیٹھے رہے تھے۔

"استاد یہ مجھے عار ہے آپ کی فاقی سے پریشان ہو گئے ہیں۔" میں نے استاد سے کہا۔ "آپ ہمارے لیے ڈاکٹر آسان ہو جائیں۔"

"یہ تو خدا سے چلا ہے۔" استاد نے فرمایا۔

"بہر حال استاد سے یہ زناشوی کہہ کر جس ناگوار گوارا دینا ضرور کریں۔" وہ بات کر دین اور کچھ میری ہی مانتہ میری کر رہا تھا۔

"مقتصد یہ تھا کہ استاد میں خان اپنے کا سبکی سونپتی کا چادر کا شروع کر دیں کیونکہ لوگ یہ بات چیتے ہیں۔ استاد میں خان نے ہر صوم اور طبلہ کو جیسے جیسے ہوتا ہوا استاد سے کہا۔ "شب میں کھانا کا سرگنا ہوں اس پر صبر کر دو۔"

استاد بہت کوشش ہو گئی۔

استاد میں خان نے اچانک غریب کر دیا جس نے بڑا ہی استاد نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روک دیا تھا۔

"میں میں سے کھانا سنا سنا رہا تھا۔" اصل کھانا آل تھا کہ ان کے من میں ہے۔"

"انہا کہہ کر استاد نے اپنی بے سری آواز میں نہ جانے کبھی اتنے لگائی کہ استاد میں خان مجھے سے کھڑے ہو گئے۔ میں میں اس کے ہاتھ کو کچھ نہیں سکھا سکا۔ یہ کھانگی کی تھیں کر رہا ہے۔"

میں ان سنا تھا کہ استاد نے مجھے سے کا پتے

ہوئے تقریر شروع کر دی۔ "اسے تھارے درخشاں کندھ صومت حاکم کے کیا کہ رنگ سونپتی یہ پھیل رہا رنگ ہے۔ ایک ہے، ایک ہے، اور رنگ ہے۔ تو شب خون کی اورا ویا ہوا ہے جو ہے ہر سے وارنڈا ہے۔ جیسے جیسے ہے ہر کچھ ہے اور کچھ نہ کہ ہے۔"

استاد نے میری بات پر سننے جوں میں تھے کہ انہیں احساس ہی نہیں ہوا کہ استاد میں خان اپنے طبلے والے اور ساز و ساز کو کسے کہیں۔ یہ فرار ہو رہے ہیں۔

بہر حال یہ استاد کے کچھ لکھنے کا تھا۔ میں کے بعد میں ان میں میری استاد کے خواب میں نہیں آتے۔ آ کر اسے ہی ہوں کہ استاد نے تذکرہ میں کیا۔

بہر حال یہ تو ایک حتمی کی بات تھی۔ استاد کا کارنامہ بگھا رہا تھا۔

اور وہ کارنامہ یہ تھا کہ استاد نے ایک دھول کی لڑکی سے عشق کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ یہ بہت اچھی بات تھی کہ استاد کے حوالہ کر دیا کہ بالکل غلط۔

میں ہی کی اس لڑکی کا نام ہار تھا تھا۔

پتا نہیں دھول نے اپنی بیٹی کا کیا نام لیا۔ یہ کہہ دیا تھا بہر حال ارشاد ایک بدصورت لڑکی کی اور اس شخص کی خاص بات یہ تھی کہ اس کی عمر زیادہ سے زیادہ چھوڑ دے سولہ برس کی ہوئی۔

اور استاد نے اس پر عاشق ہونا کے کا باقاعدہ اعلان کر دیا تھا۔ انہوں نے یہ انوکھا اعلان اپنی شہر کا شہری کے ذریعے کیا تھا۔

ایک شب استاد مجھے کے چوہے پر کھڑے ہو کر ڈروہڑے ہوئے اسے کہنے لگے۔ "استاد کی دھم کہہ پاؤں کی۔"

"دل میری بیٹی ریشا ہے ہار شاہ اور دھول بی بی ہار شاہ کی بیٹی ہے تو گود مہاراد اس کے غلط ہے پھر ہار شاہ۔"

اتنے ہی کہیں بھلا انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ارشاد دھول کی بیٹی کا نام سے اور وہ اس سے عشق کرنے لگے ہیں جس کی عمر کیا تھا۔ دھول بیٹی نے اس سنبھال لیا استاد کے پاس آ کر کہا۔ "میرا دھول تیرا سر چاڑھوں گا۔ تو میری بیٹی کو کچھ دینا کہہ رہا ہے۔"

"اس لیے کہ ہار تھا ہے، ہر ہر کشا ہے، عیاچار

شادی سے پہلے

شہر کی شادی ہوتی تھی۔ رات دوا نہ ہونے کی تو ایک چوہا رات کھائے گا۔ چھوٹے گا۔ چھوٹے گا۔ "تم چوہے ہو، شہر کی شادی سے تمہارا کیا تعلق ہے۔"

چوہے نے مسکرا کر جواب دیا۔

"شادی سے پہلے میں ہی تھا۔"

(مرسلہ: رستم اور کامرانی)

۔۔۔ استاد نے فرمایا۔ "میں اس پر دم نہ کشیدم ہو گیا ہوں۔ میری سائیں میں اس کے لیے مربوط طوائف اور سنان ہیں۔"

"انہیں تو تھوہ پر اپنی عمر دیکھ اور میری بیٹی کو دیکھ۔"

"اس سے کوئی فرق ہی نہ پڑی تھی۔ ہوتی۔" استاد نے فرمایا۔

بہر حال دھول انہیں گالیاں دیتا رہا اور استاد اس کی بیٹی سے اپنے عشق کا اعلان کرتے رہے۔ کچھ کچھ صورت حال بھی تھی۔ لوگوں نے بڑی مشکلوں سے بچا کر لیا تھا۔

دھول کو کھرے بارے میں معلوم تھا کہ میں استاد کے بہت سے معاملات میں دہش ہوں۔ اسی لیے وہ فرمایا کرتا ہا میرے پاس بیٹھی کہا۔

"میرے دل میں صاحب رو میری بیٹی کو دینا کہہ کر کہہ کر دیا ہے۔" تم بہت اپنی عمر کی کھیں دیکھو۔ "ا" کہاں ہے۔" مجھے یہ سن کر دانی حیرت ہوئی۔ "استاد اس حوالہ کے آئی نہیں ہیں۔"

"میرے دل میں صاحب رو میری بیٹی کو دینا کہہ کر کہہ کر دیا ہے۔" تم بہت اپنی عمر کی کھیں دیکھو۔ "ا" کہاں ہے۔" مجھے یہ سن کر دانی حیرت ہوئی۔ "استاد اس حوالہ کے آئی نہیں ہیں۔"

"میرے دل میں صاحب رو میری بیٹی کو دینا کہہ کر کہہ کر دیا ہے۔" تم بہت اپنی عمر کی کھیں دیکھو۔ "ا" کہاں ہے۔" مجھے یہ سن کر دانی حیرت ہوئی۔ "استاد اس حوالہ کے آئی نہیں ہیں۔"

سور افرامی سے ہوا تھا۔ اس سو سے کچھ انہیں کی دہر
آواز نہ ہوا۔ میں سمجھا رہا تھا وہ اسے
ڈنگ کی آواز دے رہی تھی۔ انہیں ان کی ہر دہر
ٹیک ٹاک جمل دہا تھا کہ انہیں انہیں انہیں
کیا خوش آواز آتا ہے وہ آواز سن رہا ہے۔ گزروں ڈالرز
اسے سنا رہے تھے کہ وہ اسے اس کا بھی ہوتا ہے۔
جانتے تھے کہ اس کے ذہن میں یہ خیال تھا کہ وہ سب آ
تھا۔

اس سے پہلے اس نے بھی اس کی بات نہیں سنی
تھی۔ وہ ایک ٹیکہ مار کر اسے اسے اسے اسے اسے
بھیٹھا۔ اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
نہایت سے اس کی پیشین گوئی تھی۔
پھر ایک دن شیطان آگھر نے اس سے خبر گیری
لانا تھا۔ "جانتا ہے تو تم نے آپ کی بھائی کے لیے
سوچا ہے۔" اس نے کہا۔ "تھیں وہی کی بھائی بھائی کے
لیے جو باہر جا رہا ہے۔ وہ وہاں آتی ہے۔ وہ بھی ساتھ
دے گا۔" اس نے کہا۔

"تھیں تو آپ بہت ڈرک معاملہ ہے۔" شیطان
نے بتایا۔ "دو گن کے گھنٹے کی بات ہے۔"
"تھیں کے گھنٹے تو حشر کی نہیں ہوں گے
جانتا ہے۔"

"دو گن کی بات ہے۔" شیطان نے کہا۔
"وہ اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
سے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
کا وہاں کی اسے اسے اسے اسے اسے اسے
رہا وہی ہو گا اس کی بھائی کو بڑھ رہا ہے اسے اسے
بڑھ رہا ہے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے

"اور جہاں... جہاں کی کیا بات ہے؟" شیطان
نے کہا۔ "جہاں کی بات ہے؟" شیطان نے کہا۔
"جہاں کی بات ہے؟" شیطان نے کہا۔
"جہاں کی بات ہے؟" شیطان نے کہا۔
"جہاں کی بات ہے؟" شیطان نے کہا۔
"جہاں کی بات ہے؟" شیطان نے کہا۔

شیطان اپنے طور پر خود کی بات تھا۔ اس کے ذہن میں
کئی دہر اس سے اس کے خیالات کو گھنٹے دے رہے تھے۔ اس
کے سامنے بہت سے لوگوں کے پاؤں تھے۔ یہ بہت عام
وہ معزز تھے جانتے تھے کہ انہیں اس کی ہر دہر

تھی اور گزروں ڈالرز حاصل کر لیے تھے اور آج... وہ
ایک ہر دہر کے لیے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
بھی گھنٹے پھاڑا تھا۔
تھیں وہاں سے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
تھا۔ وہاں سے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
بازو اس کے ذہن میں گھنٹے تھے۔

وہ اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
تھا۔ وہ ایک شیطان کی بات تھا۔ اسے اسے
اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
تھا۔ وہ ایک شیطان کی بات تھا۔ اسے اسے
اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
تھا۔ وہ ایک شیطان کی بات تھا۔ اسے اسے

"جانتا ہے تو تم نے آپ کی بھائی کے لیے
سوچا ہے۔" اس نے کہا۔ "تھیں وہی کی بھائی بھائی کے
لیے جو باہر جا رہا ہے۔ وہ وہاں آتی ہے۔ وہ بھی ساتھ
دے گا۔" اس نے کہا۔

"تھیں تو آپ بہت ڈرک معاملہ ہے۔" شیطان
نے بتایا۔ "دو گن کے گھنٹے کی بات ہے۔"
"تھیں کے گھنٹے تو حشر کی نہیں ہوں گے
جانتا ہے۔"

"دو گن کی بات ہے۔" شیطان نے کہا۔
"وہ اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
سے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
کا وہاں کی اسے اسے اسے اسے اسے اسے
رہا وہی ہو گا اس کی بھائی کو بڑھ رہا ہے اسے اسے
بڑھ رہا ہے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے

"اور جہاں... جہاں کی کیا بات ہے؟" شیطان
نے کہا۔ "جہاں کی بات ہے؟" شیطان نے کہا۔
"جہاں کی بات ہے؟" شیطان نے کہا۔
"جہاں کی بات ہے؟" شیطان نے کہا۔
"جہاں کی بات ہے؟" شیطان نے کہا۔
"جہاں کی بات ہے؟" شیطان نے کہا۔

شیطان اپنے طور پر خود کی بات تھا۔ اس کے ذہن میں
کئی دہر اس سے اس کے خیالات کو گھنٹے دے رہے تھے۔ اس
کے سامنے بہت سے لوگوں کے پاؤں تھے۔ یہ بہت عام
وہ معزز تھے جانتے تھے کہ انہیں اس کی ہر دہر

تھی اور گزروں ڈالرز حاصل کر لیے تھے اور آج... وہ
ایک ہر دہر کے لیے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
بھی گھنٹے پھاڑا تھا۔
تھیں وہاں سے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
تھا۔ وہاں سے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
بازو اس کے ذہن میں گھنٹے تھے۔

وہ اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
تھا۔ وہ ایک شیطان کی بات تھا۔ اسے اسے
اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
تھا۔ وہ ایک شیطان کی بات تھا۔ اسے اسے
اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
تھا۔ وہ ایک شیطان کی بات تھا۔ اسے اسے

"جانتا ہے تو تم نے آپ کی بھائی کے لیے
سوچا ہے۔" اس نے کہا۔ "تھیں وہی کی بھائی بھائی کے
لیے جو باہر جا رہا ہے۔ وہ وہاں آتی ہے۔ وہ بھی ساتھ
دے گا۔" اس نے کہا۔

"تھیں تو آپ بہت ڈرک معاملہ ہے۔" شیطان
نے بتایا۔ "دو گن کے گھنٹے کی بات ہے۔"
"تھیں کے گھنٹے تو حشر کی نہیں ہوں گے
جانتا ہے۔"

"دو گن کی بات ہے۔" شیطان نے کہا۔
"وہ اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
سے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
کا وہاں کی اسے اسے اسے اسے اسے اسے
رہا وہی ہو گا اس کی بھائی کو بڑھ رہا ہے اسے اسے
بڑھ رہا ہے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے

"اور جہاں... جہاں کی کیا بات ہے؟" شیطان
نے کہا۔ "جہاں کی بات ہے؟" شیطان نے کہا۔
"جہاں کی بات ہے؟" شیطان نے کہا۔
"جہاں کی بات ہے؟" شیطان نے کہا۔
"جہاں کی بات ہے؟" شیطان نے کہا۔
"جہاں کی بات ہے؟" شیطان نے کہا۔

آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں

آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں

آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں

آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں

آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں

آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں
آج اس کا یہاں

تک لکھا۔

☆ ☆ ☆

دلدارا ہم کو دے۔ ہے ایک بھلی لڑکی کی تھی۔ ایک پادشاہ نے اس کو بخش دیا۔ کہنے کی دے اور اس کی سہیلی۔ پھر اس نے اپنا کہ کیا تھا؟ کیا کا کہو؟ اس کا کہ اس کی مطلب ہو سکتا تھا اس نے کسی غیر ملکی طاقت کے ایک سربراہ کو آپ کو فروخت کر دیا۔

یہ معاملہ دیکھ کر یہ سنا تھا اس نے کسی غریب غلام پر تکیاں لڑی تھیں کہ اس سے سلاطین کر دی گئی۔ تم قوت کس کے لیے تیار تھے؟

”میرے لیے۔“

”کس کے لیے؟“

”میں نہیں جانتا۔“

”اپنی طاقت کے زوردار میں تم کتنے لوگوں سے بڑے ہو؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

”تو تم کس کے لیے تیار تھے؟“

”میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔“

۴۰۔
 رانا بہت آسان کارنامہ سمجھتا تھا۔ میرے آدھے جانے
 نہیں ٹھکانے کا کیا چار چلن کی لاش بھی غائب کر دی گئی۔
 میری جھڑپوں کی شہرت سن کر۔ ایک ایک طرف ہاتھ تھام کر دوسری
 طرف، اٹھ اٹھتا تھا۔
 ان کے قریبی دوستوں کو بھی انکار نہیں ہوا کہ کامیاب
 کے وہ چمک چمک کر رہے ہیں۔ میری جی پٹاؤں کی تقریبیت یہاں
 میرے کام آ رہی گئی۔
 میں نے ہاتھ دے کر کہا۔ ابھی انکار تو کر رہا تھا۔

۱۔ امام احمد رضاؒ نے کہا کہ آدمی خدا اور خداوند کا کسی سے تعلق تھا۔ وہ اس کی حیثیت سے جس نے زمین کو اپنے اثر میں لایا۔ وہ اسے لے کر پیدا ہوئی کہ وہ کچھ بھال گیا کرتا تھا۔ اور وہیں میری ایک نمبری حیثیت بھی تھی۔ ساحر کی۔ دلائل قائم سے میں ساحر کی حیثیت سے ملتا تھا۔

ان صاحب پر وہاں بڑھانے کے لیے میں نے کھٹ
تقاضے ارسال کیے۔ ان صاحب پر مخلص نے ہی کر دیا
ملاؤ دے گھر کو ان صاحب کی طرف لایا گیا۔
خود کے بچے کو ان صاحبی میری ہی ساری حق اور یہ
صاحب اس لیے کہ جاوادی تھیں کہ جہانم سے لایا ہوا ہے۔
میں نے دعا ہے کہ ان صاحبی جنتی بن جائیں۔

میں نے ایک آدمی کا قتل کر کے اسے جیڑی
 دھوپیاں پہنا دی تھیں۔ اس نے جانے کس طرح ہونا
 کیا تھا۔ اس کی سبک دہی پر حساس ادارے باقر کی طرف
 توجہ ہوئے تھے۔

ہاں ہاں... پتا چلے گا اور صاحب سے ملنا دوسری ایک اور
 شخصیت کی تھی۔ اور صاحب کو پتا چلے گا۔
 رانا پتا چلے گا اور صاحب سے ملے گا اور انہیں اور انہیں
 کو فیر دے گا۔ لیکن رانا کو پتا چلے گا کہ صاحب صرف ایک
 ہی ہے۔ صرف ایک ہی ہے۔ اور رانا... جو کہ صاحب سے ملے گا۔
 ☆ ☆ ☆
 لیکن اور صاحب سے ملے گا کہ رانا کی ہے۔ رانا سے

مخالفی سہانہ دونوں کا اس غصہ پر اپنے مصدر میں لے آیا تھا
 کی طرف سے جانے کتنے برسوں سے کسی کا وہ جان نہیں گیا
 لیکن راجا اب اسے اپنے مقصد کے لئے استعمال کر رہا

گئی۔ اب چاہتا ہے کہ انسانی ذہن کو زیادہ دوسری نیک باتوں میں لکھ دیکھا جاسکے۔ اس پر چاہتا ہے کہ خودی صوفیہ چوہا سے کام لے سکے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ اس اثر سے آزاد ہو جاتا ہے۔ جس طرح عام ہوتے جا رہے ہیں۔

”اور وہاب سمجھا۔ ”فریٹن نے ایک گہری سانس لی۔“
”سناچ اس لیے مجھے وہ خواب آتے رہتے۔“
”ہاں کیونکہ میں اس عہد کو اپنی طرح جہاد
یا وراثت سے غائب نہیں کر سکتا تھا۔“ مانا نے کہا۔ ”جہاد
لاٹھروں، خنجر، میں نہیں اس مندر کی جھلکیں دکھانا تھا۔“

”راہِ اہم کس دھس کی بات کر رہے ہو؟ اہم تو اسی طے
 کے ہو۔“ لڑکیوں نے کہا۔
 ”جیسی، یہی اس ملک کا نہیں ہوں اور میں رانا بھی

"ابا جانو! ابھی تو کہتا تھا کہ میں نے تم کو بھولنے کے لیے یہ سب کیا ہے۔"

"تو اب اس کو کونسی بات کہہ رہے ہو؟"

"کچھ نہیں کہہ سکتا، وہ تو جانتا ہے کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ میں نے تم کو بھولنے کے لیے یہ سب کیا ہے۔"

"ابا جانو! ابھی تو کہتا تھا کہ میں نے تم کو بھولنے کے لیے یہ سب کیا ہے۔"

"تو اب اس کو کونسی بات کہہ رہے ہو؟"

"کچھ نہیں کہہ سکتا، وہ تو جانتا ہے کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ میں نے تم کو بھولنے کے لیے یہ سب کیا ہے۔"

وہ جان لیا تھا۔ دوسرا سہرا بھی میرے سامنے تھا۔ اور وہ
 ہے تمہارے ساتھ بھی۔" کی جھڑپیں جاری۔
 "کیا؟" "نویسٹان نے الجھ کر اس کی طرف دیکھا۔"
 "یہ کیا گھبراہٹ کر رہا ہے؟"
 "میر کی بات غور سے سنو۔" نام گوہاں نے اپنی دکان

”اے آزاد کرو دیں گے۔“

”مکمل کر لی۔“ گل نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔
 چونکہ یہ خیالی میں وہ خطرناک حد تک ترگیں اٹھانے پر قدم
 رکھنے جا رہی تھی۔ وہ ایک گھنٹہ سے پہلے اترنے لگیں۔

اور صاف حقرے لگ رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے انہیں پناہ گم سے ہانا گیا ہو۔ اس نے گل سے بچ چھا تو اس نے قصد حق کی۔ "مٹی لپٹا لیا یہ پوری اپنی صواب نے دیا۔"

ان کا سامنا کیا۔ ہاں چڑھتے چڑھتے اسے نیند آئی اور وہ ان میں اس نے یہ خواب دیکھا تھا۔ دل کا اصل خشک ہوا تھا۔ اس نے ہنسنے کے برابر میں موجود تہائی کی طرف

قادر تھا۔ انھیں یہ معلوم تھا کہ اگر اس کا راز کھول دیا جائے تو اس میں کوئی ایسا نکتہ نہیں ملے گا جس سے اس کا راز کھول دیا جائے۔

دوسری چیز یہ تھوڑی جلدی تھی اور اس میں سے اکثر لوگ بھی تھیں۔ ایک طرف چار سو آٹھ سو تھیں سے چند گھنٹے کا سروحو سے ایک سو کر گئی ہو تھا اور اس کے ساتھ قیاساً پانچ سو تھیں۔ اس سے سرواڑی سارے یہ کہہ کر لگایا ہوا تھا۔ سر اور حرکت کی آواز ہی آ رہی تھی لیکن وہ اب تک سامنے نہیں آئے تھے۔ دل دلتو دلتو کرے کے سامنے پہنچ گئی اور اب وہ پورے کمرے کا ماحول واضح دیکھنے لگی تھی مگر اسے کمرے میں کوئی نظر نہیں آیا۔ سر اور حرکت کے ٹوٹنے کی آواز ہی بدستور آ رہی تھی لیکن وہ نظر نہیں آ رہے تھے۔ آواز ہی اگلے سامنے سے آ رہی تھی۔ دل کا اس شدت سے پھٹنا لگا۔

چرخہ سارا ماحول اس کی نگاہ سے پار تھا۔ اس کمرے میں کوئی شخص نہ تھا لیکن اب یہاں سے آواز ہی آ رہی تھی اور کراہی لگتا ہوا تھا اور اسے کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ گھبراہٹ میں قریب آتی محسوس ہوئی تو دل سے ساتھ ساتھ دھڑکی کے آوازیں دہرائی سے چپک گئی۔ وہ سامنے کمرے سے لگے اور پھر اس نے اسی حرکت کو دیکھا۔ وہ اسی سلسلہ لباس میں تھی۔ اس کے پیچھے اور سر سے خون بہہ رہا تھا اور دونوں کے کنارے تھے جیسے اس کے ساتھ بار بار پینٹ کی گئی ہو۔ اس کا سلسلہ لباس بھی جا بجا لہر لہر کر رہا تھا۔ وہ جیسے کسی سے ڈر کر پیچھے ہٹ رہی تھی مگر دل کو دوسرا محسوس نظر نہیں آ رہا تھا۔ حرکت کی آنکھیں سامنے تھیں اور اس نے اس کا حال زیادہ خوف زدہ ہو کر دیکھ کر دیکھا کہ اس سے پہلے بھی کسی کی آنکھوں میں اتنا خوف نہیں دیکھا تھا۔

"تھا کے لیے... تھا کے لیے۔" حرکت کے خد سے وہ بھری آواز تھی۔ وہ دہرائی کے ساتھ ساتھ پیچھے ہٹ رہی تھی۔ وہ کسی سے ڈر رہی تھی اور کسی سے بات کر رہی تھی۔ دل کو کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ سرزد ہو کر حرکت کو دیکھ رہی تھی۔ اچانک حرکت الٹ کر گئی جیسے کسی نے اسے جھلکا دیا ہو۔ آواز بھی وہی ہی آئی تھی۔ وہ دلتے اور کراہتے ہوئے طرف پر جا دیا تھا۔ اس میں اس کے پیچھے تھی۔ پھر کسی نے اس کی کمرے کا دروازہ کھولا اور دیکھا۔ کچھ دیر ساکت بیٹھی رہی۔ پھر بہت کمرے کے دروازہ پر آئی اور کھڑی ہو کر پھر اس نے راہداری میں مخالف سمت میں موجود پہلا دھندلا ہوا چٹا شرابا کر دیا۔ وہ قحطی قحطی کر رہا تھا۔ ابھی تک وہی تھی۔ پھر وہ اس کمرے کے دروازے کے کمرے تک آئی جس سے وہ خوفزدہ تھی۔ یہ دہرائی کے کمرے سے پہلے دلا کرا تھا۔ وہ اس کا دروازہ کھینچنے لگی۔ اس کی دھڑکی آواز پوری راہداری میں گونج رہی تھی۔

دل کو جب ہوا اس کے سوا کوئی نہیں لگا تھا۔ یہاں زور پیدا ہوئی خانم کے کمرے سے تھے اور بڑی خانم کے ساتھ مستحق رہنے والی ملازمہ بھی گئی۔ کسی نے اس حرکت کی پہچان اور فریاد نہیں کی تھی۔ ابھی محسوس ہوا تھا کہ وہاں رہی تھی کہ صبح سے غلطی آئے والے شخص نے اس پر دوا مار دیا تھا۔ اس بار اس کے سر پر کچھ مارا تھا۔ حرکت کا سر پہنچ گیا اور وہ قحطی کر دیا۔ اسے گرائی پھر وہ پورے کمرے میں گرا گئے بیٹھی۔ اب وہ دل کے کمرے کے دروازے پہنچ گئی۔ وہ دھڑکا دھڑکا اپنی کمرہ چھانے والی آواز بھی پتہ کے لیے اٹھا کر رہی تھی۔ اچانک وہ حلقی اور اس نے کچھ ڈر کر پھاٹکی دیکھی جیسے کسی دھڑکے سے تھی اور وہاں پھر پتہ کر مخالف سمت کے دوسرے کمرے کے دروازے تک آئی اور اسے چھانے لگی۔ خوف سے اس کی آواز چھٹ رہی تھی۔ اب اس سے کچھ لگتا تھا۔ جا رہا تھا۔ دل سوچ رہی تھی کہ یہ حرکت آگے کیوں نہیں جا رہی ہے؟ خالی کمروں کے دروازے سے پتہ رہی ہے۔ اسے زور دے کر بڑی خانم کے کمرے کی طرف جانا چاہیے۔

اس دروازے سے باہر بھی ہو کر حرکت ہی سے اس کے دروازے تک پہنچی۔ اس کی پہ چٹائی سے لگ رہا تھا کہ اگر اسے پتا نہ ملے تو پھر پتہ حرکت ہی اسے پتہ دے گی۔ وہ اب دل کے کمرے سے آگے والے دروازے کو کھارہی تھی۔ یہ راہداری میں پہلا کرا تھا۔ اس کے مخالف میں بڑی خانم کا کمرہ تھا۔ پھر وہ بڑی خانم کے کمرے کی طرف حلقی۔ اس کمرے کا دروازہ کھولا تو دل نے کھولنے کا سامنے پایا۔ اب اس حرکت کو پتا چل جاتی اور وہ اس نظر آئے والے شخص کی دست پیر سے بچنے لگی۔ مگر مسئلہ یہ تھا کہ وہاں تھانے پر بھی کوئی نہیں تھا۔ کسی نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔ وہی کوئی آواز آئی۔ حرکت اب سسکیاں لے کر دو رہی تھی۔ مسئلہ پٹنے سے اس کی آواز بھٹ گئی تھی۔ وہ تو کھڑے قدموں سے پیچھے ہٹ رہی تھی کہ کچھ قحطی کر رہی تھی اور پھر کوئی اسے دلوں سے بکا کر پھینک دے گا۔ حرکت قحطی کر رہی تھی اور وہ کھارے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہاں کسی سے پہلی حرکت اور پوری پوری حرکت سے پہنچ رہا تھا۔ اس کی کمرے تک لایا اور جیسے ہی وہ اُٹھ گئے۔ دروازہ ایک دھماکے سے بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہاں سے پتہ ہوا تھا۔ دھڑکا دھڑکا۔ دل سوچ رہی تھی کہ ابھی جس نے دیکھا تھا، کیا وہ کچھ تھا یا پھر اس نے کوئی خواب دیکھا تھا؟ اس نے کسی نے اس کے کمرے میں تھانے پر پتہ دیکھا۔ دل نے حاکم دیکھا تو اس کے سامنے وہی حرکت تھی۔ دلم دلم پور ہوا۔ آنکھوں کی پتہ دھڑکی گونج رہی تھی۔ دل کے اندر سے

"خانی گرا اس میں میرا ایک قصور ہے؟"
 "میرا قصور ہے کہ گرا اس کی تختہ ہے۔"
 حاکم شایر خان نے بے تحاشی سے بے یقینی زاہد
 جیسے دھڑکے کے جواب میں گری ہوئی۔ رخسانہ اس سادہ
 حسانے کی عقلم جرحیں فراموش کی تھے اپنے باپ کے جرم کا
 ثبات اور ان کے بار بار بڑا ہوا۔ بڑی خاتم کا دل نہ ہوا نہ دیکھا
 خان اس کے دوسرے بھائی رخسانہ سے بددی رفتہ تھے۔
 جس کی بڑی خاتم باہن بی بی اور ازاد کے خوف سے اس کا
 اہم کیا کرتے تھے۔ اور بی بی دوسرے میں گئے والا کرا
 زہد کا دل بچوں بھائی اور بڑی خاتم اس ایک قصور پر چڑھے
 تھے۔ سادہ سادہ کہنا کہ زہد شراب پیتا ہے۔ بڑی خاتم نے
 اس پر باندھ لی تو وہ کسی کی کہہ کر دوسرے میں گئے گا اور
 نے کی عزت میں کرے سے بیزاری آئے گا۔ اس لیے
 زہد اس طرح اس کی سرکے میں قید ہو جاتا۔ جب زہد اپنے سے
 لکھتا تھا کہ وہ کسی کی ہاتھ سے رخسانہ پر چڑھی تھی کہ زہد
 یہاں اور کھلی دو کھلیں کی آواز میں باہر راہی کی تھکی
 رہتی تھیں۔

زہد ملی شکست کا فاقہ تھا۔ بڑا زہد اور مکان گھرا
 پتا تھا کہ اس مکان کو غریب کر کے اس کے شایر خان سے
 ساتھ کا رہا رہا میں دل لگی تھی۔ جاگیر سے حاصل ہونے والا
 اہم قصور ہو چکا ہے۔ زہد اپنے چلا تھا اس لیے اسے
 بھیہ خفا میں دم کی ضرورت تھی۔ اس کی دولت میں اور خالی ہو
 باقی اس کے سوال سے بڑا ہوا ہے کہ اس کا صوبہ
 ہاں میں زہد اور ازاد کے سر سے آ گیا تھا۔ رخسانہ پر اس کی
 محتاج بڑی جاتی تھی۔ رخسانہ کو باوجود اس کا صوبہ
 ہاں نے کی باہن میں اس کے سادہ سے چارہ صرف ایک تھو
 میں اور اس کے سر سے اس کا طور ہوتا اور اس سے اس
 سے سب سے زیادہ مصروف زار تھا۔ وہ اپنے باپ کے
 کے ہم پر دم لگا تھا تو توڑی زہد اس کے دل میں راج پر دم
 لگا تھا۔ کہہ سکتا تھا کہ زہد اس سے زیادہ ہے کہ وہ
 تھے ساتھ ساتھ نہیں رہتا تھا اس کی عالم میں ہوتا۔
 رخسانہ کی حالت بھی زار ہونے لگی۔ اور یہی حال
 گاہ کی اس کی زہد اپنے سے زیادہ ہونے لگی۔
 ایک شام وہ خود راہ زار کو راستہ بنا رہا تھا۔ اچانک سے
 اپنے سر سے بھی ہوا تھا۔ سادہ کا رادیو تھا تو کھلا تھا۔
 رخسانہ دوسری کو آواز میں پڑا رہ کر دوسری کی گلاب
 اس کے کچھ کی دھڑکے سے ہوا ہے۔ سادہ اس سے
 برداشت نہیں کرتا کہ وہ اس کے زہد کے

"اس میں سے میں گل شد۔" بڑی خاتم نے بھی
 کہا۔ "اس کا قصور کیا تم سے کہ وہ میری مرضی کے بغیر
 اس میں سے آئی ہے۔"
 "اسے تو شاید چاہی ہو کہ وہ گلاب بھائی کی بی بی اور
 اسے کہیں لے جائیں گے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس
 شادی میں میں سے چھوٹا نہیں کیا ہوگا۔ اس لیے اس کے
 ساتھ دست و پائی نہیں کیا گیا ہے۔"
 "آپ اس کی انکی عزت نہیں کر دیتے ہیں؟"
 زہد نے کہا۔ ان دنوں بڑی خاتم کی محبت ٹھیک نہیں تھی
 اور وہ اس کے لیے آہلی ہوئی تھی۔ حسانا کی لڑچ
 کے لیے سب سے سادہ۔
 "اس لیے کہ وہ کچھ ایک مظلوم عورت ہے۔" سادہ
 نے چھیڑی کہ۔ "مظلوم کے ساتھ بی بی انظر کو پسند نہیں
 ہے۔"
 بڑی خاتم خاموش تھی۔ "سادہ اب تو بتائے گا کہ کیا
 ٹھیک چلے گا کہ ٹھیک نہیں ہے۔"
 "میری اس کہاں کہاں بڑی خاتم۔ لیکن میں نے
 جرات نہیں لی کہ کہہ دوں کہ اسے باپ کے۔" باپ کے
 آپ کی مرضی میں ہی کیا پر لیا ہے کہ کہہ۔"
 "جہاں میں سے میں آئی ہے۔" بڑی خاتم نے
 فیصلہ کر لیے ہیں کیا۔ "دوسرے اس کا دل ہے۔ اس لیے
 جہاں میں سے میں آئی ہے۔" بڑی خاتم نے
 سادہ کو کہہ دیا۔ بڑی خاتم اپنے بچے کی غفلت کے
 اور اس کی طرف تھی۔ اس کی زندگی میں کسی دوسرے کے
 لیے زہد کی تھکی تھی۔ وہ ان کو گناہ سے تھا جو صرف
 اس لیے پیچھے ہیں اور ان کے کو ایک بری چیز اور انسان
 صرف استعمال کی چیز ہوتی ہے۔ رخسانہ کو ایک خوب صورت
 مطلب تھا۔ وہاں کے سادہ کو ایک بچہ نہیں تھا اس کی
 بڑی خاتم بھی اور بڑی طرح احترام سے ان کی کچھ کو
 والے اسے اس کا خاوند ہے تو نہیں تھے۔ زہد کو ان کو
 پہلے ہی اس کی پر اس کی تھی۔ اب سمر اور ان کی طرف سے
 نہیں ہوا کہ وہ جڑ پکڑ گیا۔ رخسانہ سے کوئی سادہ اس
 کی بی بی کی تھی۔ زہد کو وہاں سے گراں کی بہت بڑی
 رقم لیا تھا اور اب اس کے ساتھ بی بی کو لایا تھا۔ وہ ان کو
 اسے لیا کہ اس کا بچہ نہیں تھا کہ لیا گیا ہے۔ اس میں وہ
 رہتا تھا جس کو عورتیں کھانے کرتی تھیں۔ وہ بے جا دلی سے
 دوسرے میں صرف آتا تھیں۔

کے لیے یہاں ازاد کی میں شریک ہو گیا لیکن سادہ کو دین سے
 دیکھی نہیں تھی۔ اس نے بڑی خاتم سے کہا۔ "میں چاہتا
 ہوں۔"
 بڑی خاتم نے اس کی تمنا حاصل کے مطابق اسے کاغذ
 میں پڑھنے کے لیے لکھ کر دیا۔ اس نے اپنے انگریز کی
 کتاب کیا۔ وہ اکثر کتب خانے میں بیٹھتا تھا۔ وہ اپنے
 کی کتاب سے پورا سے سال کے پورا سے پہلے سادہ کو
 تھا۔ اس کا کاغذ کیوں میں میں بیٹھنے کے لیے بند ہوا تھا
 اور وہ جبر میں اس کا تھا۔ سادہ نے ایک جوتہ انگریز کی
 عورت کی۔ اور اس نے شادی کر لی تھی۔ وہ کوئی دن پہلے
 کی تھا کہ اس کے ساتھ ایک جہاں اور خوب صورت
 عورت کی۔ رخسانہ سے سادہ نے چند پہلے بچے کی شادی کی
 کھانے میں ٹھیک ہو کر سادہ کا چلا اور اس کے ہاتھ
 چاکر نہیں کر سکی۔ اچانک زہد کی۔ شایر خان اور زہد کے
 دوسرے کا کوئی اور نہیں تھا۔ شریک خود زہد اور بڑی
 شایر خان جرم میں بیٹھتا تھا۔ شریک خود زہد اور بڑی
 جس کا اور وہ اس کا دوسرے شریک تھا۔ وہ اس میں
 شکست اور انتہا اور اس کی اس کے قاتلین کے ساتھ
 کی تھا اور اس کے لیے اس کے دوسرے والے سامنے کی
 نہیں تھی۔ زہد اس کا ساتھ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ دوسری ہو
 گیا۔ رخسانہ سے تھک کر دوسرے کو بھرے ہوئے
 تھا۔ بڑی خاتم نے بڑی خاتم کی شادی پر اس کی نہیں تھی اس لیے
 انھوں نے زہد کو سب سے زیادہ زہد اور زہد کو سب سے زیادہ
 تھا۔ سادہ کے ساتھ وہاں کی عورتوں میں ایک دوسرے کا فرقی تھا
 اس لیے بڑی خاتم نے ان کی کو ان کے ساتھ ساتھ
 کی تھی۔ سادہ اس وقت زہد کو سال کا قریب بڑی خاتم کی
 فراموش کی کہ اس کی شادی کی گئی تھی۔ سادہ نے
 احوال شادی کرنے سے سادہ کو بڑا پہلے ہی علم تھا کہ
 چاہتا تھا۔ اس نے سادہ کی عورتوں کو کہا کہ رخسانہ ایک
 مظلوم عورت ہے۔ زہد اس پر گھڑ کر تھا اور یہ بھی اس کے
 ٹھیک سے تھا وہاں تھا۔ یہاں سے اس کے بچے کی بی بی نہیں
 کرے۔ وہ سب سے رخسانہ کو گرا کر سادہ کو
 سادہ نے بڑی خاتم سے کہا۔ "اس سے میں رخسانہ کو لے
 گھوڑوں سے۔"

جائے۔ وہ دوسرے زہد اور اس کے تمام حاصل کرتا۔ لیکن اس نے
 پتا نہ تھا اس کے لیے گلاب اور ازاد کے جہاں کی خدمت
 کرتے تھے۔ دولت کی کی نہیں تھی اس لیے وہ میرے بڑی
 زہد کا ہوا تھا۔
 زہد سے جان چھڑاتے ہوئے ان کے خاتم شایر سے بھول
 کی تھا کہ اس کو جان بڑی کے لیے سادہ سے سب سے زیادہ
 جو کہہ جائے گا۔ لیکن اس کا ہوا اور اس کا بڑا کہ وہ
 شریک شریک کا دلی ہو گیا ہے۔ سادہ سے خوب جوتوں
 سے تعلقات میں استوار کر لیے تھے۔ اس نے زہد پر بھی کر
 چلی تھی لیکن اس کے زہد اس کے قریب سے باہر ہو گیا تھا۔
 زہد ان کے اس ایک ہی راستہ پر گیا تھا۔ اس نے
 زہد کا صوبہ شریک بند کر دیا لیکن زہد اسے جواب میں جرم کی
 دل اور زہد کو بھڑا کر اس کا جواب کر کے شریک کر کے
 بڑا۔ زہد اس کے لیے سادہ دین کی جس کا وہ سادہ سے
 تھا کہ اسے کات کر سب سے ایک کر دیا جائے گھر وہ اس کی
 اور زہد۔ ان کے زہد کے دوسرے سادہ کو کھانا صرف
 چاکر کی عورت میں دینا سے خدمت ہو گیا۔ اس وقت اس کا
 بہت بھڑا تھا۔ اسے اور زہد کے دوسرے میں برسوں کا
 فرقی تھا۔ سب سے پہلے ان کے خاتم سے زہد کی
 دوسرے کو لے کر اس کی اور اس کے گھوڑوں کی اس کی شادی کر
 دے۔ زہد اس نے اپنے کی شادی اس کی اس کے خاتم
 میں کر دی تھی۔
 باپ کے مرے ہی زہد اور بی بی میں وہاں آ گیا اور
 باپ کی خدمت اپنے سے خاتم کی بڑا کر لے گا۔ لیکن اس
 سے پہلے وہ جاگیر کو دے گا۔ بڑی خاتم نے بروقت فیصلہ کیا
 اور انھوں نے خاتم کے بڑوں کو کچھ سے کہہ کر فیصلہ کر دیا
 کہ جاگیر کی آمدنی کے سب سے ہونے کے اور اس کے سب سے
 وادوں میں برابر میں ہونے۔ لیکن جاگیر میں نہیں ہوگی۔
 زہد اس لیے بہت بھڑا گیا لیکن جب اسے سادہ کو لے
 گئی کہ اس فیصلے سے خاتم میں سے اسے سادہ سے
 لالہ اور اس کے زہد کو یہاں نہیں آئے گا۔ سادہ کو ہوا
 کیا۔ وہ بھی اس کی کالی نہیں لے گا۔ اس لیے وہ پتا نہ
 دیاں چلا گیا۔ جاگیر کو صرف وہ لیے آ گا۔ بڑی خاتم کی
 دین میں ہی تھا کہ سادہ کو اس کی آمد کو زہد اور اس کے دوست
 سے چاہتا تھا۔ زہد کے ساتھ وہاں جاتی رہے تھے
 پہلے سے زہد کے تھے۔ انھوں نے زہد کو بھی طرح
 سنبھال لیا۔ باپ کی زہد کی بی بی اور زہد دین میں زہد
 اس کے ساتھ وہ بھال کا کام کرتے تھے۔ باپ کے سمر

میرا جو حال تھا کہ اس لیے اسے یہاں لایا تھا۔ بڑی عالم نے مجھ سے نہیں کہا تھا۔ اسے یاد کر میرے اندر برسوں سے سکنا اظہام اب پورا ہوا ہے۔ لیکن نہیں... ابھی اس خاتون کا ایک نذر دہائی ہے۔ کل تک وہ نہیں رہے گاہب یہ جاگیر اور یہ عمارت میرے ہاتھوں اور مجھوں کو ملے گی۔ میرا اظہام اب جا کر رہا ہے۔"

میں نے یہ سنا تک کچھ کرکٹ کی فمور شاید سوٹ نے جو رشانی کی مدد کی صورت میں آئی تھی اسے صہلت ہی نہیں دی کہ وہ اپنی فمور سے اور اپنا اظہام پورا کر سکتی۔ دل نے ڈانڈی لہجے سے کہی کہ کچھ ڈاکٹر آگیا تھا وہ زبرد کر دیا تھا۔ مسائن کے بعد اس نے اپنی سے مرہاتے ہوئے کہا۔ "کسی وجہ سے دل اپنا تکہ دے ہوئے سے سوٹ واضح ہوئی ہے۔"

"اگر میں اپنا دل لے جاؤ تو..."
 "سے جا کچھ لگان کوئی کام نہ نہیں ہے۔" ڈاکٹر نے کہا۔ "یہ ظاہر صحت نہیں ہے۔"

اور اسی پر میں اور یہ کہ سوٹ کی فمور صحتی عمارت میں لکھی تھیں تھی۔ ڈاکٹر میں لگی آئی تھیں۔ صرے امیر خان کی عمارت کال کر کے دیکھا رہا۔ بڑی اظہام کو دل نے بتایا۔ وہ صرے سے دو چار تھی۔ دل نے ڈانڈی اور اس کی فمور کے بارے میں بھی کچھ بتایا۔ وہ چاہتی تھی کہ لہجہ کی تو لہجہ کا کام نہتہ جائے جو وہ کو ڈانڈی دکانے کی اور وہی لہجہ کرے گا کہ اس کا کچھ کرنا ہے۔ لیکن میں لہجہ کے بہن بھائی آچے تھے۔ امیر خان اور اس کی بیٹی کا برسوں پہلے انتقال ہو چکا تھا۔ صرے نے کہا کہ ذریعہ انگی عمارت کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا لیکن اس کے بہن بھائی میں مانے اور ان کی دوا دہر کی لاش اپنی عمارت کے ساتھ موجود قبرستان میں دفنانے لے گئے۔ صرے ساتھ گیا تھا۔ دل بڑی فامم کا بھانڈا کر کے کرکٹ کی۔ یہ ایک قدرت نے اس کے باپ کی فامم کو کھڑا دے دی تھی لیکن وہ اس کی فامم میں حرکت نہیں کرنا چاہتی تھی۔ صرے میں شام تک آگیا تھا۔ دانت کے کھانے کے بعد دل نے اسے زبرد کی ڈانڈی دکان کی تو صرے کے میں رہ گیا۔ صرے آخری فمور ہی نہیں لکھ دینے کی انکی فمور یہاں پہلے لگی تھیں جن سے چاہی رہا تھا کہ وہ ہا اور اس کے خاتون سے شہرہ فمور کرکٹ کی اور صرے اظہام لینے کے لیے یہاں رکی ہوئی گی۔ جب گیارہ گھنٹہ پہنچے کہ وہ عمارت کی کوئی فرد دیا سے رخصت ہو جاتا رہا۔ اپنے کرے میں عمارت سے نہیں کرکٹ تھی۔ اسے عجیب تھا کہ رشانی کی دوا اسے کچھ نہیں کہے کی کچھ اس کا فمور اس

خاتون سے براہ راست نہیں تھا۔ اگر اسے کچھ خطرہ تھا تو وہ اظہام کی خاطر اسے صول لینے کو چاہتی۔ پوری ڈانڈی دیکھ کر صرے کوئی سانس نہ لی۔

"میں نے کچھ سوچا بھی نہیں تھا کہ بھولی عالم انکی نہیں گی۔"

"اظہام آ رہا دھم اور اظہام کی عمارت میں رشانی کو اس سے پہلے لے جاتی ہے جس کے بارے میں اس نے بھی عمارت بھی نہیں سوچا تھا۔" دل نے لکھی کہ سے کہا۔ "بہر حال دل کی سوٹ کے ساتھ یہ صرے صرے بھی فمور گیا ہے۔"

"میں اب اسے کچھ اور کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"ہاں، میرا بھی مطلب ہے۔ لیکن ہے صرف اور یہ خوت ہو۔ اس صرے میں بات ملتی تو یہ وجہ دل میں کہہ دیتا تھا آج بھی گی۔"

"تم فمور کر رہی ہو۔" صرے نے اس کی فامم کی اور ڈانڈی لکھتے گا کہ آتش دہان کی بھڑکی آگ میں داخل ہوئی۔ "میرا خیال ہے کہ اب میں گیارہ گھنٹہ کے آسپ سے بھی فامم کرکٹ کی ہے۔"

"شاید۔" دل بولی۔ "رشانی کی دوا صرے کے بعد ہے لیکن کچھ کوئی تو اس کے حق میں دے گا اس پر ہونے والے فمور کرکٹ۔"

"تم نے یہ کام کر دیا۔" صرے نے یہ حاشی لکھی میں کہا۔ "مجھے فمور کر ہے اور اس عمارت میں رہنے والوں میں اس میں ہے کہ وہ اس کی عمارت کی فامم کا مظاہرہ کرنے کو آج یہ عمارت آباد ہوئی۔"

صرے میں اپنی آواز ہو سکتی ہے۔ "دل بولی۔" آپ گلاب شادی کرکٹ کی ہے۔"

"میں فمور ہوں۔" صرے کہا۔ "میں فمور دہائی بھی مان جائے جس سے میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

"کس پر دہائی؟" دل نے انہیں میں کہا کہ اور صرے انھیں سے صاف جھک رہا تھا۔ "تو وہ کس میں نہیں مانے گی؟"

"یہ ایسا لکھی جو یہاں سے بہت دور جانا چاہتی ہے۔"

"اگر کوئی اسے زندہ کرے تو اسے جانا ہی ہوگا۔"

صرے نے اس کا ہاتھ فامم لیا۔ "تو اگر میں اس سے کہوں کہ بیٹ کے لیے یہاں دیک جائے صرے..."

دل نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن اس کے چرے پر بکھرے رنگوں نے صرے کے حال کا جواب دے دیا تھا۔